Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

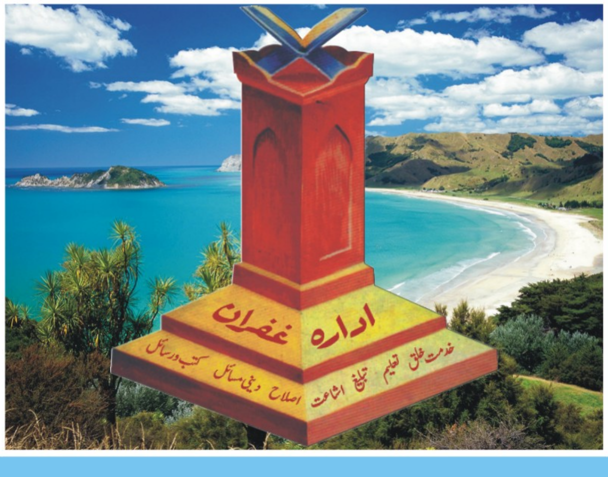

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ............... 25 روپے

سالانہ............... 300 روپے

خط و کتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....عید دوسروں کی بھی ہے..................مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن(سورہ بقرہ:قسط۱۰۶)....شبِ رمضان میں صحبت اور کھانے پینے کی اجازت......// // ۵

درسِ حدیث ....مسجدِ نبوی میں چالیس نمازیں پڑھنے کی فضیلت کی حیثیت......// // ۱۶

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

روزہ پہلے افطار کرنے اور مغرب بعد میں پڑھنے کی تحقیق........................مفتی محمد رضوان ۲۲

عید کے دن کے مختصر مسنون ومستحب اعمال....................................مفتی محمد رضوان ۳۸

مصافحہ کے فضائل وآداب...مولانا محمد ناصر ۳۹

ماہِ رجب: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات...............مولانا طارق محمود ۴۶

تذکرۂ اولیاء:................حیاتِ لطیف الامت(قسط۴)...............مفتی محمد امجد حسین ۴۸

پیارے بچو!...............حضرت نوح علیہ السلام.........................مولانا محمد ناصر ۵۵

بزمِ خواتین ....حسد(قسط۲)...........................مفتی محمد یونس ۵۸

آپ کے دینی مسائل کا حل..رَمی، حج کی قربانی، بال کٹانے اور طواف میں ترتیب..ادارہ ۶۳

کیاآپ جانتے ہیں؟.........سونے کے آداب(قسط۸)..............مفتی محمد رضوان ۸۲

عبرت کدہ ....حضرت یوسف علیہ السلام(قسط۳۷)...............ابوجویریہ ۸۷

طب وصحت..................حجامہ یا سینگی لگوانا(قسط۲)..............مفتی محمد رضوان ۸۹

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز.................مولانا محمد امجد حسین ۹۱

اخبارِ عالم ....قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........حافظ غلام بلال ۹۳

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

عید دوسروں کی بھی ہے ؟

آج کل ہمارے معاشرہ میں ہر سال عید کے موقع پر رمضان کی آمد سے ہی تقریباً ہر شخص کو عید کی تیاریوں کی فکر شروع ہوجاتی ہے، اور بعض لوگ تو رمضان المبارک کی آمد سے پہلے ہی گھر وغیرہ کی صفائی ستھرائی اور رنگ وروغن کرالیتے ہیں، جبکہ بہت سے لوگ رمضان کے مہینہ میں اپنی عید کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے مختلف قسم کی تیاریاں کرتے ہیں، اور عید کی تیاری کی یہ ایک ایسی ہوا چلتی ہے کہ جس کی زَد میں تقریباً ہر شعبۂ زندگی کا شخص مبتلا ہوجاتا ہے، چنانچہ ریڑھی فروش بھی عید کی تیاری کے لئے بھرپور جدوجہد کرتے ہیں، اور جوں جوں عید کی آمد کا سلسلہ قریب ہوتا جاتا ہے، اسی کے ساتھ عید کی تیاری کا یہ سلسلہ بھی تیز ہوتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ عید کی رات میں یہ سلسلہ اپنے عروج پر پہنچ جاتا ہے، اور مرد بازاروں میں خرید وفروخت میں اور خواتین گھریلو کام کاج میں اتنی منہمک ہوجاتی ہیں کہ عید کے مبارک دن کی فجر کی نماز تک بھی اس کی وجہ سے قضاء ہوجاتی ہے، جبکہ بعض لوگ کسی طرح بھاگ دوڑ کر عید کی نماز میں شرکت کرپاتے ہیں۔

اگر عید کی تیاری کا یہ معاملہ جائز چیزوں کی جدوجہد تک محدود رہتا، تو زیادہ تشویش کی بات نہ تھی، اگرچہ جائز چیزوں میں بھی غلو اور مبالغہ کو شریعت پسند نہیں کرتی، لیکن زیادہ قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ عید کی تیاری کی اس جدوجہد کا دائرہ مختلف ناجائز طریقوں سے مال سمیٹنے اور ناجائز منافع خوری تک پہنچ چکا ہے، جس کی بے شمار شکلیں مختلف شعبوں میں جاری ہیں، چنانچہ ذخیرہ اندوزی سے لے کر ملاوٹ، ناپ تول میں کمی، جعل سازی، بے جا منافع خوری، خیانت، ملاوٹ، رشوت ستانی، لوٹ مار، چوری، ڈاکہ زنی، اغواء کاری وغیرہ جیسی بدترین خصلتوں میں عید کی تیاری کی غرض سے ریکارڈ اضافہ ہوجاتا ہے، اور ہر شخص کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ دوسرے کی جیب یا پیٹ کاٹ کر اپنی عید کی صحیح طرح اور دل کھول کر تیاری کرے، پھر اسی دوسرے کے جیب یا پیٹ کاٹے ہوئے مال سے وہ اپنے لئے قیمتی جوڑے تیار کرتا ہے، اور مہنگے جوتے حاصل کرتا ہے، اور عید کے دن عمدہ ولذیذ کھانے تیار کرتا ہے، اور عید کا مبارک دن اسی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

طرح کے مال سے حاصل کیئے ہوئے لباس اور غذا کے ساتھ گزارتا ہے، بلکہ اسی لباس میں عید کی نماز پڑھنے کے لئے اللہ کے حضور پیش ہوتا ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ اس طرح ناجائز منافع خوری سے عید کی تیاری کا اہتمام کرنا، عید کی ایسی تیاری ہے کہ جس کی شریعتِ اسلام میں کسی طرح سے گنجائش نہیں ہے، شریعتِ اسلام میں تو عید کے موقع پر دوسروں کا خاص خیال رکھنے اور دوسرے کا تعاون اور مدد کرنے پر زور دیا گیا ہے، اور صدقۂ فطر بھی عید کی نماز سے پہلے ادا کرنے کی فضیلت واہمیت ہونے میں یہی حکمت ہے کہ غریبوں کو بھی عید کی خوشیوں میں شریک کرلیا جائے اور اسی وجہ سے عید کے دن صدقہ کی کثرت کی فضیلت ہے، نیز روزہ کی ایک اہم حکمت بھی بھوکوں اور پیاسوں کی ضرورت کا احساس دلانا اور غمخواری کے جذبہ کا اپنے اندر پیدا کرنا ہے۔

شریعت کی ان پاکیزہ تعلیمات وہدایات سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ عیدُ الفطر کا مبارک موقع دوسرں کی ضرورت پوری کرنے، دُکھ درد میں کمی کرنے اور خوشیوں کو بانٹنے یا دوسروں کو عید کی خوشیوں میں شامل کرنے کا درس دیتا ہے۔

لیکن ہمارے یہاں شریعت کی ان پاکیزہ تعلیمات کو اولاً تو اپنایا نہیں جاتا، اور اگر اپنایا بھی جاتا ہے تو رسمی انداز میں اپنا کر دوسروں کو عید کی خوشیوں میں شریک کرنے کے بجائے، ان کی حقیقی خوشیوں پر ڈاکے ڈالے جاتے ہیں۔

ہمیں یہ رِیت ترک کرکے عید کی حقیقی روح وفلسفہ کو سمجھنا چاہئے، اور اپنی عید کی تیاری کرتے وقت یہ استحضار ہمیشہ رکھنا چاہئے کہ ’’عید دوسروں کی بھی ہے‘‘

Idara Ghufran

(سورہ بقرہ قسط ۱۰۶، آیت ۱۸۷)　مفتی محمد رضوان

شبِ رمضان میں صحبت اور کھانے پینے کی اجازت

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِى الْمَسٰجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ۱۸۷)

ترجمہ: تمہارے لیے روزوں کی رات میں اپنی عورتوں سے جماع کرنا حلال کردیا گیا ہے، وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو، اللہ کو علم ہے کہ تم اپنے نفسوں سے خیانت کرتے تھے، پس اللہ نے تمہاری توبہ قبول کرلی، اور اس نے تمہیں معاف کردیا، پس اب تم ان (عورتوں) سے مباشرت کرو، اور طلب کرو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لیے لکھدی ہے، اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے فجر کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ظاہر ہوجائے، پھر روزوں کو رات تک پورا کرو، اور تم ان (عورتوں) سے مباشرت نہ کرو جبکہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو، یہ اللہ کی حدیں ہیں سو ان کے قریب نہ جاؤ، اسی طرح اللہ اپنی آیتیں لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے تاکہ وہ متقی ہوجائیں (۱۸۷)

تفسیر و تشریح

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے تو روزوں یعنی رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں سے صحبت کی اجازت بیان فرمائی، اور پھر فجر طلوع ہونے تک کھانے پینے کی بھی اجازت بیان فرمائی، اور اس کے بعد صحبت اور کھانے پینے سے پرہیز کرکے روزہ کو رات شروع ہونے یعنی سورج غروب ہونے تک پورا کرنے کا حکم فرمایا، اور آخر میں اعتکاف میں ہونے کی حالت میں عورتوں سے مباشرت یعنی صحبت وغیرہ کی ممانعت

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

بیان فرمائی۔

احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں رمضان کی راتوں میں سونے کے بعد کھانے پینے اور بیوی سے جماع وصحبت کرنے کی اجازت نہیں تھی، خواہ ابھی تک رات ختم نہ ہوئی ہو، اور طلوعِ فجر یا صبح صادق نہ ہوئی ہو۔

پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس میں رخصت وسہولت اور اجازت عطا فرمادی۔ [1]

چنانچہ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا، فَحَضَرَ الْإِفْطَارُ، فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلَا يَوْمَهُ حَتَّى يُمْسِيَ، وَإِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا، فَلَمَّا حَضَرَ الْإِفْطَارُ أَتَى امْرَأَتَهُ، فَقَالَ لَهَا: أَعِنْدَكِ طَعَامٌ؟ قَالَتْ :لَا وَلَكِنْ أَنْطَلِقُ فَأَطْلُبُ لَكَ، وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ، فَجَاءَتْهُ امْرَأَتُهُ، فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ :خَيْبَةً لَكَ، فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ، فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ) فَفَرِحُوا بِهَا فَرَحًا شَدِيدًا، وَنَزَلَتْ :(وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ

(بخاری، رقم الحديث ۱۹۱۵، باب قول الله جل ذكره :أحل لكم ليلة الصيام الرفث إلى نسائكم، ترمذی، رقم الحديث ۲۹۶۸، مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۶۱۱)

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں جب کوئی روزہ دار ہوتا اور افطار کا وقت آتا اور وہ افطار سے پہلے سوجاتا تو وہ اس رات میں اور دن میں اگلی شام ہونے تک کچھ نہ کھاتا، اور قیس بن صرمہ انصاری (صحابی رضی اللہ عنہ) ایک مرتبہ روزے سے تھے، جب افطار کا وقت آیا تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے، اور اُن سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟

---

[1] وقال البغوی كان فی ابتداء الأمر إذا صلی العشاء او رقد قبلها حرم عليها الطعام والشراب والجماع الی القابلة وان عمر بن الخطاب واقع اهله بعد العشاء فاعتذر الی النبی صلی الله عليه وسلم فقال النبی صلی الله عليه وسلم ما كنت جديرا بذلک يا عمر فقام رجال فاعترفوا بمثله فنزل هن لباس لكم وأنتم لباس لهن (التفسير المظهری، سورة البقرة، تحت رقم الآية ۱۸۷)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075307530

بیوی نے جواب دیا کہ نہیں، لیکن میں جاتی ہوں اور آپ کے لئے کچھ لے آتی ہوں، اور قیس بن صرمہ اس زمانہ میں مزدوری کرتے تھے، چنانچہ ان کی آنکھ پر نیند کا غلبہ ہوگیا (اور وہ سوگئے) جب اُن کی بیوی ان کے پاس آئی، اور اُن کو (سوتے ہوئے) دیکھا تو کہنے لگیں کہ آپ پر افسوس ہے، جب دوسرے دن دوپہر کا وقت آیا، تو قیس بن صرمہ (رات کو کچھ کھائے بغیر روزہ رکھنے کی وجہ سے) بیہوش ہوگئے، یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ روزوں کی رات میں تمہارے لئے اپنی بیویوں سے صحبت کرنا حلال کردیا گیا، صحابہ اس سے بہت خوش ہوئے اور یہ (بھی) نازل ہوا کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے فجر کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ظاہر ہوجائے (بخاری، مسند احمد)

حضرت ابواسحاق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَمَّا نَزَلَ صَوْمُ رَمَضَانَ كَانُوا لاَ يَقْرَبُونَ النِّسَاءَ رَمَضَانَ كُلَّهُ، وَكَانَ رِجَالٌ يَخُونُونَ أَنْفُسَهُمْ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ (بخاری، رقم الحديث ۴۵۰۸، باب أحل لكم ليلة الصيام الرفث إلى نسائكم)

ترجمہ: میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب رمضان کے روزے (کے فرض ہونے کا حکم) نازل ہوا تو لوگ پورے رمضان کی راتوں میں عورتوں کے قریب نہیں جاتے تھے، مگر (بعض) لوگ (اس حکم میں) چپکے چپکے اس حکم میں خیانت کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ (آیت) نازل فرمائی کہ

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ.

یعنی اللہ کو علم ہے کہ تم اپنے نفسوں سے خیانت کرتے تھے، پس اللہ نے تمہاری توبہ قبول کرلی، اور اس نے تمہیں معاف کردیا (بخاری)

اس طرح کا مضمون بعض دوسری سندوں سے بھی مروی ہے۔ [۱]

---

[۱] موسى بن جبير، مولى بنى سلمة، أنه سمع عبد الله بن كعب بن مالك، يحدث عن أبيه، قال: كان الناس فى رمضان إذا صام الرجل، فأمسى فنام حرم عليه الطعام، والشراب، والنساء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

لہٰذا اب روزہ اور رمضان میں رات کے وقت طلوعِ فجر سے پہلے پہلے بیوی سے جماع کرنا اور کھانا پینا جائز ہے، اور روزہ کی حالت میں طلوعِ فجر سے لے کر رات شروع ہونے یعنی سورج غروب ہونے تک کھانے پینے اور جماع سے رُکے رہنے کا حکم ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ (بخاری) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ حتى يفطر من الغد، فرجع عمر بن الخطاب من عند النبى صلى الله عليه وسلم ذات ليلة، وقد سهر عنده فوجد امرأته قد نامت، فأرادها فقالت :إنى قد نمت، قال :ما نمت ثم وقع بها، وصنع كعب بن مالك مثل ذلك، فغدا عمر إلى النبى صلى الله عليه وسلم فأخبره فأنزل الله تعالى " :(علم الله أنكم كنتم تختانون أنفسكم فتاب عليكم وعفا عنكم) (مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۷۹۵)

فى حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

وَأَمَّا أَحْوَالُ الصِّيَامِ :فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَجَعَلَ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَقَالَ يَزِيدُ :فَصَامَ تِسْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا مِنْ رَبِيعِ الْأَوَّلِ إِلَى رَمَضَانَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَصَامَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ ثُمَّ إِنَّ اللهَ فَرَضَ عَلَيْهِ الصِّيَامَ، فَأَنْزَلَ اللهُ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ)إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ)قَالَ :فَكَانَ مَنْ شَاءَ صَامَ، وَمَنْ شَاءَ أَطْعَمَ مِسْكِينًا، فَأَجْزَأَ ذَلِكَ عَنْهُ قَالَ :ثُمَّ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْزَلَ الْآيَةَ الْأُخْرَى (شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِى أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ)إِلَى قَوْلِهِ (فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ)قَالَ :فَأَثْبَتَ اللهُ صِيَامَهُ عَلَى الْمُقِيمِ الصَّحِيحِ، وَرَخَّصَ فِيهِ لِلْمَرِيضِ وَالْمُسَافِرِ وَثَبَّتَ الْإِطْعَامَ لِلْكَبِيرِ الَّذِى لَا يَسْتَطِيعُ الصِّيَامَ، فَهَذَانِ حَوْلَانِ قَالَ :وَكَانُوا يَأْكُلُونَ وَيَشْرَبُونَ وَيَأْتُونَ النِّسَاءَ مَا لَمْ يَنَامُوا، فَإِذَا نَامُوا امْتَنَعُوا .قَالَ :ثُمَّ إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ صِرْمَةُ ظَلَّ يَعْمَلُ صَائِمًا حَتَّى أَمْسَى فَجَاءَ إِلَى أَهْلِهِ فَصَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ نَامَ فَلَمْ يَأْكُلْ وَلَمْ يَشْرَبْ حَتَّى أَصْبَحَ فَأَصْبَحَ صَائِمًا قَالَ :فَرَآهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ جَهَدَ جَهْدًا شَدِيدًا قَالَ " :مَا لِى أَرَاكَ قَدْ جَهَدْتَ جَهْدًا شَدِيدًا ؟ "قَالَ :يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّى عَمِلْتُ أَمْسِ فَجِئْتُ حِينَ جِئْتُ، فَأَلْقَيْتُ نَفْسِى فَنِمْتُ، وَأَصْبَحْتُ حِينَ أَصْبَحْتُ صَائِمًا .قَالَ :وَكَانَ عُمَرُ قَدْ أَصَابَ مِنَ النِّسَاءِ مِنْ جَارِيَةٍ أَوْ مِنْ حُرَّةٍ بَعْدَ مَا نَامَ، وَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ)إِلَى قَوْلِهِ (ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ)وَقَالَ يَزِيدُ فَصَامَ تِسْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا مِنْ رَبِيعِ الْأَوَّلِ إِلَى رَمَضَانَ (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۲۱۲۴،عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ)

فى حاشية مسند احمد:رجاله ثقات رجال الشيخين غير المسعودى -وهو عبد الرحمن بن عبد الله بن عتبة- فقد روى له البخارى استشهاداً وأصحاب السنن.

[1] رقم الحديث ۱۹۰۴،كتاب الصوم، باب :هل يقول إنى صائم إذا شتم.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075 30

ترجمہ: اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو، تو وہ جماع نہ کرے (بخاری)

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں رمضان کی راتوں میں کھانے پینے اور حقِ زوجیت ادا کرنے کی اجازت دینے کے بعد بیان فرمایا کہ:

فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ.

پس اب ان (عورتوں) سے مباشرت کرو، اور طلب کرو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے (یعنی اولاد)

اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کا حصول شریعت کی نظر میں مطلوب ہے، بلکہ نکاح کے اہم مقاصد میں سے ہے۔

احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ لَّمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَتَزَوَّجُوْا فَاِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۱۸۳۶، كتاب النكاح، باب ماجاء فى فضل النكاح)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نکاح میری سنت ہے، اور جو میری سنت پر عمل نہیں کرے گا، تو وہ مجھ (یعنی میری امت میں) سے نہیں، اور تم نکاح کیا کرو، کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے (قیامت کے دن) دوسری امتوں پر فخر کروں گا (ابن ماجہ)

اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ .(ابوداؤد، رقم الحديث ۲۰۵۰، كتاب النكاح، باب النهى عن تزويج من لم يلد من النساء)

ترجمہ: تم محبت کرنے والی اور بچے پیدا کرنے والی عورتوں سے نکاح کرو، کیونکہ میں (قیامت کے دن) تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا (ابوداؤد، نسائی)

اس مضمون کی اور بھی احادیث ہیں۔

مذکورہ آیت میں رمضان کی راتوں میں حقِ زوجیت کے جائز ہونے اور اولاد کے حصول کی کوشش کرنے کے بعد روزہ کا ایک حکم بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ، ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ.

اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے فجر کا ظاہر ہو جائے، پھر روزوں کو رات تک پورا کرو۔

اس آیت میں سفید دھاگہ سے بیاض النہار (یعنی دن کی سفیدی جو طلوعِ فجر سے شروع ہوتی ہے) مراد ہے۔ اور سیاہ دھاگہ سے سوادُ اللیل (یعنی رات کی تاریکی) مراد ہے اور یہ تفسیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث میں مروی ہے۔

چنانچہ احادیث میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ واقعہ آتا ہے کہ جب سورہ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی تو اُنہوں نے ایک سیاہ دھاگہ اور ایک سفید دھاگہ رکھ لیا، اور دونوں کو دیکھنا شروع کیا اور جب رات کی تاریکی میں دونوں میں کچھ فرق معلوم نہ ہوا؛ تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّمَا ذٰلِكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ (بخاری، رقم الحديث ۱۹۱۶، مسلم، رقم الحديث ۱۰۹۰ "۳۳")

ترجمہ: وہ تو رات کا اندھیرا اور دن کی روشنی ہے (بخاری، مسلم)

مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت میں جو سیاہ اور سفید دھاگہ بیان کیا گیا ہے، اس سے رات کا اندھیرا اور دن کی روشنی مراد ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ روزہ دار کو رات میں تو کھانا پینا جائز ہے، مگر طلوعِ فجر سے لے کر رات کے شروع ہونے یعنی سورج غروب ہونے تک کھانا پینا جائز نہیں۔ [1]

---

[1] ولم يقل حتى يتبين لكم الفجر دلالة على حرمة الاكل عند ظهور خيطه يعنى اول جزء منه (التفسير المظهرى ،الجزء الاول ،ص ۲۰۴،سورة البقرة)

ولا شك أن حتى لانتهاء الغاية فدلت الآية على أن حل المباشرة والأكل والشرب ينتهى عند طلوع الصبح (غرائب القرآن ورغائب الفرقان تفسير النيسا بورى، ج ۱ ص ۵۱۵، سورة بقرة)

قول الله -تعالى : -(حتى يتبين لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود من الفجر) وقد ظهر تحريم الأكل بطلوع الفجر عند الخاص والعام وفى كل عصر ومصر (مواهب الجليل فى شرح مختصر الشيخ خليل، ج ۱ ص ۳۹۸، باب مواقيت الصلاة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

پھر قرآن مجید کے الفاظ میں یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فجر ظاہر ہونے کے بجائے فجر کے دھاگہ کے ظاہر ہونے تک کھانے پینے کی اجازت بیان فرمائی۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ دھاگہ باریک ہوتا ہے، اور فجر کا ابتدائی طلوع بھی اُفق کے ساتھ ساتھ دھاگہ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ جب فجر کا ابتدائی حصہ طلوع ہو جائے، تو اس کے بعد روزہ دار کو کھانا پینا جائز نہیں رہتا۔ [۱]

خواہ ابھی تک فجر کی اذان بھی نہ ہوئی ہو، اور آج کل جو بعض لوگ طلوعِ فجر کے وقت کا لحاظ کرنے کے بجائے اذانوں تک کھانے پینے کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں، خواہ وہ اذانیں طلوعِ فجر کے بعد کیوں نہ ہو رہی ہوں، یہ سخت غلط فہمی ہے، جس کے نتیجہ میں روزہ ضائع ہو جاتا ہے۔ [۲]

---

[۱] چنانچہ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اور لفظِ خیط کے لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ فجر کا اگر ادنیٰ حصہ مثل دھاگے کے بھی ظاہر ہو جائے تو کھانا اور پینا حرام ہو جاتا ہے (معارف القرآن ادریسی، جلد۱صفحہ ۳۷۶)

[۲] بعض لوگ ایک حدیث سے طلوعِ فجر کے بعد کھاتے پیتے رہنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہیں، اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ:

إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ فَلَا يَضَعْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ (ابو داؤد، رقم الحديث ۲۳۵۰، كتاب الصوم، باب فى الرجل يسمع النداء والإناء على يده)

کہ ''جب تم میں سے کوئی نداء سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اس برتن کو اس وقت تک نہ رکھے جب تک کہ اس سے اپنی ضرورت پوری نہ کر لے''

اس کے یہ معنی مراد لینا جو ان لوگوں نے سمجھے ہیں درست نہیں ہیں، کیونکہ یہ معنیٰ مراد لینا قرآن مجید کی صریح مخالفت ہے قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ سحری کی انتہاء صبح ہونے پر بلکہ طلوعِ فجر کا خیط (دھاگہ) ظاہر ہونے پر ہو جاتی ہے۔ اور کسی مبہم حدیث سے قرآن مجید کی مخالفت جائز نہیں۔

وَذَهَبَ الْجُمْهُور إِلَى اِمْتِنَاع السُّحُور بِطُلُوعِ الْفَجْر ، وَهُوَ قَوْل الْأَئِمَّة الْأَرْبَعَة ، وَعَامَّة فُقَهَاء الْأَمْصَار (حاشية ابن القيم، تهذيب السنن على هامش عون المعبود ، ج۶ ص ۳۴۱، كتاب الصوم، باب فى الرجل يسمع النداء والإناء على يده)

اس حدیث میں نہ تو سحری کا ذکر ہے، نہ ہی فجر کی اذان کا ذکر ہے اور نہ ہی رمضان کا ذکر ہے اور نہ ہی صاف طور پر اذان کا لفظ موجود ہے بلکہ ''نداء'' کا لفظ ہے، اب اس وسیع مفہوم کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس حدیث کے جو صحیح مطالب بیان فرمائے گئے ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) اس حدیث کا روزے سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ جب کھانے پینے کی کوئی چیز ہاتھ میں ہو اور اس حال میں اذان ہو جائے تو وہ چیز کھا پی لے، اذان سننے یا اس کا جواب دینے کے لئے فوراً وہ کھانا پینا چھوڑ نا ضروری نہیں، بلکہ اس کے کھانے پینے کی اجازت ہے۔ ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

اس کے بعد عرض ہے کہ اکثر متقدمین ومتاخرین علماء کے نزدیک طلوعِ فجر یا صبح صادق سورج کے اٹھارہ درجہ زیرِ افق پہنچنے پر ہوتی ہے، اوراسی اٹھارہ درجہ پر ظاہر ہونے والی روشنی کو جدید ماہرین نے اسٹرانومیکل

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(۲) حدیث میں ''نداء'' کا لفظ ہے اذان کا نہیں جس سے اقامت (یعنی جماعت کھڑی ہونے کی تکبیر) بھی مراد ہوسکتی ہے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر کوئی پانی وغیرہ پی رہا ہو اوراس حال میں اقامت شروع ہوجائے تو پانی وغیرہ پی کر اطمینان سے جماعت میں شریک ہوسکتا ہے، فوراً وہ پانی وغیرہ چھوڑنا ضروری نہیں۔

(۳) یہ حدیث دراصل افطار سے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ مغرب کی اذان ہوجائے اور وہ افطار کررہا ہو تو اس کا جواب دینے کے لئے افطار موقوف نہ کرے۔

(۴) یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب روزہ دار کو معلوم ہو کہ اذان ہی صبح صادق سے پہلے ہورہی ہے (جیسا کہ آج کل بعض جگہ ہورہی ہوتی ہے) تو وہ سحری میں کھانا پینا جاری رکھ سکتا ہے، کیونکہ سحری کا تعلق صبح صادق سے ہے نہ کہ اذان سے (جیسا کہ تفصیل سے پیچھے گزر چکا ہے)

(۵) اس حدیث میں وہ اذان مراد ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں خاص غرض سے صبح صادق سے پہلے دی جاتی تھی۔

فلا يضعه "أي الإناء "حتى يقضي حاجته منه "أي بالأكل والشرب، وهذا إذا علم أو ظن عدم الطلوع، وقال ابن الملك: هذا إذا لم يعلم طلوع الصبح، أما إذا علم أنه قد طلع أو شك فيه فلا، وقال الخطابي: هذا مبني على قوله -صلى الله عليه وسلم "-إن بلالا يؤذن بليل، فكلوا واشربوا حتى يؤذن ابن أم مكتوم "، وفيه أنه لا يظهر حينئذ فائدة القيد، قال: أو يكون معناه أن يسمع النداء وهو شاك في الصبح لتغيم الهواء مثلا فلا يقع له العلم بأذانه أن الفجر قد طلع لعلمه أن دلائل الفجر معدومة ولو ظهرت للمؤذن لظهرت له أيضا، فأما إذا علم طلوعه فلا حاجة إلى أذان الصارخ، فإنه مأمور بالإمساك إذا تبين له الخيط الأبيض من الخيط الأسود، وقال الطيبي: يشعر دليل الخطاب بأنه لم يفطر إذا لم يكن الإناء في يده، وقد سبق أن تعجيل الإفطار مسنون، لكن هذا من مفهوم اللقب فلا يعمل به، وتعقبه ابن حجر بأن الصواب أنه ليس من مفهوم اللقب، والتقييد بالجملة الحالية له مفهوم اتفاقا اهـ يعني عند الشافعية، وإلا فعند الحنفية لا اعتبار بالمفهوم إلا في المسألة لا في الأدلة.

وقال ابن حجر تبعا للطيبي: إيماء ويصح أن يراد من الحديث طلب تعجيل الفطر، أي إذا سمع أحدكم نداء المغرب وصادف ذلك أن الإناء في يده لحالة أخرى فليبادر بالفطر منه ولا يؤخر إلى وضعه، وبهذا يندفع قول الشارح، ووجه اندفاعه أن قوله والإناء في يده ليس للتقييد بل للمبالغة في السرعة اهـ وهو في غاية من البعد مع أن قوله لحاجة أخرى يرده صريح الحديث حتى يقضي حاجته منه، فالصواب أنه قيد احترازي في وقت الصبح مشعر بأن إمكان سرعة أكله وشربه لتقارب وقته واستدراك حاجته واستشراف نفسه وقوة نهمته وتوجه شهوته بجميع همته مما يكاد يخاف عليه أنه لو منع منه لما امتنع فأجازه الشارع -رحمة عليه، وتدريجا له بالسلوك والسير إليه، ولعل هذا كان في أول الأمر، ويشير عليه ما وقع من الخلاف في الصبح المراد في الصوم. فقد ذكر الشمني أن المعتبر أول طلوع الصبح عند جمهور العلماء (مرقاة المفاتيح ج۴ص ۱۳۸۴، كتاب الصوم، باب في مسائل متفرقة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

ڈان'' Astronomical Dawn '' کا نام دیا ہے، اس کے مطابق جو نقشے بنے ہوئے ہیں، ان کے مطابق ہی سحری کھانے کو بند کرنا چاہئے۔ ؎۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(إذا سمع أحدكم النداء) أى الأذان للصبح وهو يريد الصوم (والإناء) مبتدأ (على يده) خبره (فلا يضعه) نهى أو نفى بمعناه (حتى يقضى حاجته) بأن يشرب منه كفايته ما لم يتحقق طلوع الفجر أو يظنه يقرب منه وما ذكر من أن المراد به أذان الصبح هو ما جزم به الرافعى فقال :أراد أذان بلال الأول بدليل إن بلالا يؤذن بليل فكلوا واشربوا حتى يؤذن ابن أم مكتوم وقيل المراد أذان المغرب فإذا سمعه الصائم والإناء فى يده فلا يضعه بل يفطر فورا محافظة على تعجيل الفطر وعليه قال الطيبى :دليل الخطاب فى أحدكم يشعر بأنه لا يفطر إذا لم يكن الإناء فى يده ويأتى أن تعجيل الفطر مسنون مطلقا لكن هذا مفهوم لقب فلا يعمل به(فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوى، تحت رقم الحديث ٦٨٦)

(وَأَمَّا) حَدِيثُ أَبِى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِىِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ "إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمْ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ فَلَا يَضَعُهُ حَتَّى يَقْضِىَ حَاجَتَهُ مِنْهُ "وَفِى رواية "وكان المؤذن يؤذن إذا بزغ الْفَجْرُ "فَرَوَى الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الرِّوَايَةَ الاولى وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَرَوَاهُمَا الْبَيْهَقِىُّ ثُمَّ قَالَ وَهَذَا إنْ صَحَّ مَحْمُولٌ عِنْدَ عَوَامِّ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمَ أَنَّهُ يُنَادِى قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ بِحَيْثُ يَقَعُ شُرْبُهُ قُبَيْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ قَالَ وَقَوْلُهُ إذَا بَزَغَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ مِنْ كَلَامِ مَنْ دُونَ أَبِى هُرَيْرَةَ أَوْ يَكُونَ خبرا عن الْأَذَانِ الثَّانِى وَيَكُونُ قَوْلُ النَّبِىِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إذَا سَمِعَ أَحَدُكُمْ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ "خَبَرًا عَنْ النِّدَاءِ الْأَوَّلِ لِيَكُونَ مُوَافِقًا لِحَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ رَضِىَ اللَّهُ عنهما قَالَ وَعَلَى هَذَا تَتَّفِقُ الْأَخْبَارُ وَبِاَللَّهِ التَّوْفِيقُ والله أعلم(المجموع شرح المهذب، ج٦ ص ٣١٢، كتاب الصيام)

وَعَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا :(إذَا سَمِعَ أَحَدُكُمْ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ فَلَا يَضَعُهُ حَتَّى يَقْضِىَ حَاجَتَهُ مِنْهُ)رَوَاهُ أَبُو دَاوُد ، فَإِنْ صَحَّ فَمَعْنَاهُ أَنَّهُ لَمْ يَتَحَقَّقْ طُلُوعُ الْفَجْرِ (الفروع لابن المفلح، كتاب الصيام، فصل تعجيل الافطار وتاخير السحور)

؎۱ طلوعِ فجر اور غروبِ شفق کے بارے میں اگرچہ مختلف اقوال ہیں، جن میں سے ایک قول بیس درجے کا ہے، جو کہ شاذ قول ہے، اور دوسرا قول انیس درجے کا ہے، جو بعض متاخرین علماء کا قول ہے، اور ایک قول پندرہ درجے زیرِ افق کا ہے، یہ بھی دلائل کی رُو سے مرجوح قول ہے، اور اکثر متقدمین ومتاخرین ماہرین فلکیات واہلِ علم کا قول اٹھارہ درجے کا ہے (اور اسی کے مطابق عام طور پر قدیمی نقشے معروف ومروج ہیں) اور جدید تجربات ورصدگاہوں کے مشاہدات سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔

ثُمَّ الظَّاهِرُ اَنَّ تَنَفُّسَ الصُّبْحِ وَضِيَائَهُ بِوَاسِطَةِ قُرْبِ الشَّمْسِ اِلَى الْاُفُقِ الشَّرْقِ بِمِقْدَارٍ مُعَيَّنٍ وَهُوَ فِى الْمَشْهُوْرِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ جُزْءًا (روح المعانى، ج١٥ ص ٢٦٣، سورة التكوير)

اِعْلَمْ اَنَّ مُغِيْبَ الشَّفَقِ كَطُلُوْعِ الْفَجْرِ وَذٰلِكَ عِنْدَ مَا يَكُوْنُ اِنْخِفَاضُ الشَّمْسِ تَحْتَ الْاُفُقِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَةَ دَرَجَةً ..فَلَزِمَ عَلٰى هٰذَا اَنْ تَكُوْنَ مُدَّةُ الشَّفَقِ مُسَاوِيَةً لِمُدَّةَ الْفَجْرِ وَهِىَ دَائِرَةٌ مِّنَ الْفَلَكِ مِنَ الْغُرُوْبِ اِلٰى حِيْنَ كَوْنِ الْاِنْخِفَاضِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَاَوْ مِنْ حِيْنَ كَوْنِ الْاِنْخِفَاضِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ اِلٰى حِيْنَ الشُّرُوْقِ وَهٰذَا عَلٰى اَنَّ اِنْخِفَاضَ الشَّمْسِ لِلْوَقْتَيْنِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ وَمِنْهُمْ مَنْ جَعَلَ لِلشَّفَقِ سَبْعَةَ عَشَرَ، وَلِلْفَجْرِ تِسْعَةَ عَشَرَ فَتَكُوْنُ عَلٰى هٰذَا مُدَّةُ الْفَجْرِ اَوْسَعَ مِنْ مُدَّةِ الشَّفَقِ وَذٰلِكَ اَنَّ الشَّفَقَ هُوَ الْحُمْرَةُ كَمَا عَلِمْتَ ، وَالْحُمْرَةُ قَبْلَ الشُّرُوْقِ كَالْحُمْرَةِ بَعْدَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اعتکاف میں مباشرت کی ممانعت

مذکورہ آیت میں روزے کے احکام بیان کرنے کے بعد اعتکاف کا ایک حکم بھی بیان فرمایا، اس میں بھی عورتوں سے مباشرت نہ کرنے کا ذکر ہے، جس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ اگر کوئی اعتکاف میں ہو تو اسے دن اور رات کے وقت عورتوں سے مباشرت جائز نہیں، چنانچہ ارشاد ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الْغُرُوْبِ ، وَلِلْفَجرِ ضِيَاءٌ يَبْدُوْ قَبْلَ الْحُمْرَةِ فَكَانَتِ الْمُدَّةُ اَوْسَعَ مِنَ الْمُدَّةِ وَلٰكِنَّ الْاِحْتِيَاطَ لِدُخُوْلِ الْوَقْتِ وَتَبَيُّنِهٖ هُوَ عَلٰى رَأْيِ مَنْ جَعَلَ لَهُمَا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ وَهُوَ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْعَمَلُ كَثِيْرًا وَلَايَخْفٰى كَوْنُ ذٰلِكَ اِحْتِيَاطًا ،وَاللّٰهُ اَعْلَمُ (شرح روضة الازهار، ساعات مغيب الشفق وطلوع الفجر وما فى مدتيهما من ادراج ، كذافى ايضاح القول الحق فى مقدار انحطاط الشمس وقت طلوع الفجر وغروب الشفق ، لمحمد بن عبدالوهاب بن عبدالرزاق الاندلسى اصلا الفاسى المراكشى ص ۱۵)

فَاِنْ كَانَ شَرْقِيًّا أَقَلُّ مِنْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ لَمْ يَغْرِبِ الشَّفَقُ بَعْدُ،اَوْاَكْثَرُ فَقَدْ غَرُبَ، اَوْ مُسَاوِياً فَابْتِدَاءُ غُرُوْبِهٖ وَاِنْ كَانَ غَرْبِيًّا أَقَلُّ فَقَدْ طَلَعَ الْفَجْرُ، اَوْ اَكْثَرُ لَمْ يَطْلُعْ بَعْدُ، اَوْ مُسَاوِياً فَابْتِدَاءُ طُلُوْعِهٖ(الكشكول،تحت ترجمة ابن الخياط)

فَصْلٌ :اَلصُّبْحُ اِسْتِنَارَةٌ فِى الْبُخَارِ نَحْوَالْمَشْرِقِ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ ، وَالشَّفَقُ نَحْوَ الْمَغْرِبِ بَعْدَ غُرُوْبِهَا ، وَيَتَشَابَهَانِ شَكْلًا وَيَتَقَابَلَانِ وَضْعًا وَانْحِطَاطُهَا عِنْدَاَوَّلِ الْاَوَّلِ وَآخِرِ الْآخِرِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ جُزْءًا (السبع الشداد ص ۳۶، مطبوعه: اشاعتِ اسلام کتب خانه، پشاور)

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لانبى بعده، سيدنا ونبيا محمد .أما بعد :فإن مجلس المجمع الفقهى الإسلامى فى دورته التاسعة المنعقدة بمبنى رابطة العالم الإسلامى فى مكة المكرمة فى الفترة من يوم السبت 12رجب1406هـ إلى يوم السبت 19رجب1406هـ قدنظر فى موضوع أوقات الصلاة والصيام لسكان المناطق ذات الدرجات العالية .ومراعاة لروح الشريعة المبنية على التيسير ورفع الحرج وبناء على ماأفادت به لجنة الخبراء الفلكيين، قرر المجلس فى هذا الموضوع مايلى:

أولاً :دفعا للاضطرابات والاختلافات الناتجة عن تعدد طرق الحساب، يحدد لكل وقت من أوقات الصلاة العلامات الفلكية التى تتفق مع ماأشارت الشريعة إليه، ومع ماأوضحه علماء الميقات الشرعيون فى تحويل هذه العلامات إلى حسابات فلكية متصلة بموقع الشمس فى السماء فوق الأفق أو تحته كمايلى:

(۱)الفجر :ويوافق بزوغ أول خيط من النور الأبيض وانتشاره عرضا فى الأفق الفجر الصادق، ويوافق الزاوية ۱۸ درجة تحت الأفق الشرقى(قرارات المجمع الفقه الاسلامى، رقم القرار ۶، رقم الدورة ۹)

وَلَقَدْ تَحَدَّدَ مَوْعِدُ بَدْءِ الْاِضَاءَةِ عِنْدَ الْفَجْرِ عِنْدَمَا يُصْبِحُ مَرْكَزُ قُرْصِ الشَّمْسِ تَحْتَ الْاُفُقِ الشَّرْقِيِّ بِمِقْدَارِ 18دَرَجَةً قَوْسِيَّةً .كَمَا لُوْحِظَ اَنَّ اِضَاءَةَ شَفَقِ الْغُرُوْبِ تَتَلَاشٰى عِنْدَمَا يُصْبِحُ قُرْصُ الشَّمْسِ تَحْتَ الْاُفُقِ الْغَرْبِيِّ بِمِقْدَارِ 18دَرَجَةً قَوْسِيَّةً اَيْضًا .وَلَمْ تَغَيِّرِ الْقِيَاسَاتُ الْحَدِيْثَةُ الْعِلْمِيَّةُ وَالْفَلَكِيَّةُ هٰذَا الْمِقْدَارَ حَتّٰى وَقْتِنَا الْحَاضِرِ .وَقَدْ قَامَتِ الْيَابَانُ بِاخْتِرَاعِ جِهَازٍ حَسَّاسٍ لِقِيَاسِ الضَّوْءِ ، وَمَعَ اِسْتِخْدَامِ الْحِسَابَاتِ الْفَلَكِيَّةِ لِحَرَكَةِ الشَّمْسِ الظَّاهِرِيَّةِ فَقَدْ وَجَدَ اَنَّ اَوَّلَ ضَوْءٍ يَحْدُثُ حِيْنَمَا تَكُوْنُ الشَّمْسُ الظَّاهِرِيَّةُ اَسْفَلَ الْاُفُقِ الْمَرْئِيِّ بِمِقْدَارِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ.

اورتم ان عورتوں سے مباشرت نہ کروجبکہ تم مسجدوں میں معتکف ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اعتکاف کی حالت میں بیویوں کے ساتھ مباشرت اور جماع وغیرہ جائز نہیں ہے، خواہ دن کا وقت ہو یا رات کا وقت۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

اَلسُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ: اَنْ لَّا يَعُوْدَ مَرِيْضًا، وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً، وَلَا يَمَسَّ امْرَأَةً، وَلَا يُبَاشِرَهَا (سنن أبی داود، رقم الحدیث ۲۴۷۳، کتاب الصوم، باب المعتکف یعود المریض)

ترجمہ: معتکف پر یہ سنت ہے کہ وہ مریض کی عیادت نہ کرے، اور جنازہ میں شریک نہ ہو، اور عورت کو نہ چھوئے، اور نہ اس سے مباشرت کرے (ابوداؤد)

مذکورہ آیت کے آخر میں روزہ اور اعتکاف کے احکام بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ:

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا.

یہ اللہ کی حدیں ہیں سو ان کے قریب نہ جاؤ۔

اس حکم سے اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ جو چیزیں مباشرت اور جماع کے قریب لے جانے والی ہیں، مثلاً بوس وکنار کرنا، اور شہوت سے چھیڑ چھاڑ کرنا، ان سے بھی عام حالات میں روزہ میں اور بطورِ خاص اعتکاف کی حالت میں بچنا چاہیے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

18دَرَجَةً قَوْسِيَّةً .وَلَقَدَ اُعْتُبِرَ هٰذَا الْمِقْدَارُ عِلْمِيًّا وَشَرْعِيًّا مِنْ قِبَلِ الْعُلَمَاءِ فِيْ مُعَظَّمِ الْبُلْدَانِ الْإِسْلَامِيَّةِ وَنُظِمَتِ التَّقَاوِيْمُ عَلٰى اَسَاسِ ذٰلِكَ .وَلٰكِنْ بَعْضَ الدُّوَلِ الْإِسْلَامِيَّةِ مَا زَالَتْ تَعْتَمِدُ بَدْءَ الْفَجْرِ فِي اللَّحْظَةِ الَّتِيْ يَشْكُلُ فِيْهَا مَرْكَزُ قُرْصِ الشَّمْسِ مَعَ اَعْلَى الْاُفُقِ الشَّرْقِيِّ زَاوِيَةَ 19دَرَجَةً قَوْسِيَّةً وَبَدْءَ الْعِشَاءِ فِي اللَّحْظَةِ الَّتِيْ يُصْبِحُ فِيْهَا مَرْكَزُ قُرْصِ الشَّمْسِ تَحْتَ الْاُفُقِ الْغَرْبِيِّ بِمِقْدَارِ 17دَرَجَةً قَوْسِيَّةً مُعْتَمِدِيْنَ فِيْ ذٰلِكَ عَلٰى اَقْوَالِ بَعْضِ الْمَذَاهِبِ الْإِسْلَامِيَّةِ(الجزيرة ،الجمعة , 10شعبان 1422، Friday 26th October,2001، الطبعة الاولى ،العدد 10620،لاحمد رامی محمودی ،ریاض، سعودی عرب)

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہماری کتاب ''صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق'')

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155507530

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

S

مسجدِ نبوی میں چالیس نمازیں پڑھنے کی فضیلت کی حیثیت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں مسجدِ نبوی کے اندر چالیس نمازیں پڑھنے کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ یہ عمل کرنے والے کے لئے آگ اور نفاق سے براءت اور عذاب سے نجات لکھ دی جاتی ہے، چنانچہ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ:

مَنْ صَلّٰى فِي مَسْجِدِي أَرْبَعِينَ صَلَاةً، لَا يَفُوتُهُ صَلَاةٌ، كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ، وَنَجَاةٌ مِّنَ الْعَذَابِ، وَبَرِءَ مِنَ النِّفَاقِ (مسنداحمد،رقم الحديث ۱۲۵۸۳)

ترجمہ: جس نے میری مسجد (یعنی مسجدِ نبوی) میں چالیس نمازیں اس طرح پڑھیں کہ اس کی کوئی نماز بھی فوت نہیں ہوئی، تو اس کے لئے آگ سے براءت لکھ دی جائے گی، اور عذاب سے نجات لکھ دی جائے گی، اور وہ نفاق سے بری ہوجائے گا (مسنداحمد)

اس حدیث کی سند کو بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

---

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده ضعيف لجهالة نبيط بن عمر، فقد تفرد بالرواية عنه عبد الرحمن بن أبی الرجال، وتساهل ابن حبان فأورده فی ثقاته ۵/۴۸۳ ،وأخرجه الطبرانی فی "الأوسط ۵۴۴۰ عن محمد بن علی المدينی، عن الحكم بن موسى، بهذا الإسناد.

قلنا :ورواه من غير هذا الطريق الترمذی ۲۴۱ عن أنس مرفوعاً وموقوفاً بلفظ :من صلّى لله أربعين يوما فی جماعة يُدرِک التكبيرة الأولى، كُتِبت له براء تان :براءةٌ من النار، وبراءةٌ من النفاق .ورجح الموقوف.

وقال الالبانی: "من صلى فی مسجدی أربعين صلاة لا يفوته صلاة كتبت له براءة من النار، ونجاة من العذاب، وبرء من النفاق ."

منكر .أخرجه أحمد ۱۵۵/۳ ، والطبرانی فی "المعجم الأوسط ۵۵۷۶/۲/۳۲/۲، من طريق عبد الرحمن بن أبی الرجال عن نبيط بن عمر عن أنس بن مالک مرفوعا .وقال الطبرانی :لم يروه عن أنس إلا نبيط تفرد به ابن أبی الرجال.قلت :وهذا سند ضعيف، نبيط هذا لا يعرف فی هذا الحديث، وقد ذكره ابن حبان فی الثقات ۴۸۳/۵، على قاعدته فی توثيق المجهولين، وهو عمدة الهيثمی فی قوله فی المجمع ۸/۴، رواه أحمد والطبرانی فی "الأوسط "ورجاله ثقات.وأما قول المنذری فی الترغيب ۱۳۶/۲ ، رواه أحمد ورواته رواة الصحيح، والطبرانی فی "الأوسط ."فوهم واضح لأن نبيطا هذا ليس من رواة الصحيح، بل ولا روى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075300

لیکن اس کے برعکس کئی محدثین نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیا ہے۔

اگر اس کی سند کو ضعیف بھی قرار دیا جائے، تب بھی چالیس نمازوں کی فضیلت کی حد تک اس حدیث کو قبول کیا جاسکتا ہے۔

اور چالیس فرض نمازوں کے آٹھ دن بنتے ہیں، یعنی چالیس فرض نمازوں کی تعداد آٹھ دنوں میں مکمل ہوجاتی ہے۔ [۱]

البتہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ایک روایت میں مسجد نبوی کی تخصیص کے بغیر کسی بھی جگہ چالیس دن تک باجماعت تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنے کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اس کی وجہ سے دو برائتیں لکھ دی جاتی ہیں، ایک جہنم سے برائت اور دوسری نفاق سے برائت۔

چنانچہ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ لہ أحد من بقية الستة !ومما يضعف هذا الحديث أنه ورد من طريقين يقوى أحدهما الآخر عن أنس مرفوعا وموقوفا بلفظ ":من صلى لله أربعين يوما فى جماعة يدرک التكبير الأولى كتبت له براء تان، براء ة من النار، وبراء ة من النفاق ."أخرجه الترمذى ۱/۷ (طبع أحمد شاكر) ثم وجدت له طريقا ثالثا عنه مرفوعا أخرجه بحشل فى "تاريخ واسط "(ص ۳۶) وله شاهد من حديث عمر بن الخطاب مرفوعا .أخرجه ابن ماجه ۱/۲۶، بسند ضعيف ومنقطع، ثم استوعبت طرقه وبينت ما لها وما عليها فى الصحيحة برقم ۲/۲۵۲، وهذا اللفظ يغاير لفظ حديث الترجمة كل المغايرة، وهو أقوى منه فتأكد ضعفه ونكارته فمن قواه من المعاصرين فقد جانبه الصواب ولربما الإنصاف أيضا! (سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة،تحت رقم الحديث ۳۶۴)

[۱] قال المنذرى: رواه أحمد ورواته رواة الصحيح والطبرانى فى الأوسط وهو عند الترمذى بغير هذا اللفظ (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۱۸۳۲، كتاب الحج الترغيب فى الحج والعمرة وما جاء فيمن خرج يقصدهما فمات)

وقال الهيثمى: قلت :روى الترمذى بعضه. رواه أحمد، والطبرانى فى الأوسط، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۵۸۷۸، باب فيمن صلى بالمدينة أربعين صلاة)

وفى مختصر الشمائل المحمدية: قال الحافظ ابن حجر فى تعجيل المنفعة فى زوائد الأربعة :نبيط بن عمر ، ذكره ابن حبان فى الثقات ، فاجتمع على توثيق نبيط كل من ابن حبان والمنذرى والبيهقى وابن حجر ، ولم يجرحه أحد من أئمة هذا الشأن .فمن ثم لا يجوز لأحد أن يطعن ولا أن يضعف من وثقه أئمة معتبرون ، ولم يخالفهم إمام من أئمة الجرح والتعديل ، وكفى من ذكروا من أئمة هذا الشأن قدوة.

ذلک ولو فرض وقدر جدلاً أنه فى السند مقالاً ، فإن أئمة الحديث لا يمنعون إذا لم يكن فى الحديث حلال أو حرام أو عقيدة ، بل كان باب فضائل الأعمال لا يمنعون العمل به ، لأن باب الفضائل لا يشدد فيه هذا التشديد .ونقل السيوطى مثل ذلک عن أحمد وابن المبارک (مختصر الشمائل المحمدية، ج۸، ص ۴۶۱، و۴۶۲، تحت سورة الجن)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى لِلّٰهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْ جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْأُوْلٰى كُتِبَ لَهُ بَرَاءَتَانِ: بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ، وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے لئے چالیس دن تک جماعت کے ساتھ تکبیرِ اولیٰ کو پا کر نماز پڑھی، تو اس کے لئے دو برائتیں لکھی جائیں گی، ایک تو آگ (یعنی جہنم) سے برائت، اور ایک نفاق سے برائت (ترمذی)

اور مسجدِ نبوی میں پڑھی جانے والی نماز کی فضیلت زیادہ ہے، اس لئے مذکورہ فضیلت مسجدِ نبوی میں بھی چالیس دن تک باجماعت تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنے سے حاصل ہوگی، البتہ خواتین کو اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کی زیادہ فضیلت ہے، اس لئے ان کو فرض نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آنے کا تکلف کرنے کی ضرورت نہیں۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۲۴۱، باب فی فضل التکبیرۃ الأولی.

[2] أما حدیث إدراک تکبیرۃ الإحرام فی أی مسجد ، فھذا أعم من موضوع المسجد النبوی الذی نتحدث عنہ ، وکل أسانیدہ ضعیفۃ ولکن قال الحافظ ابن حجر :یندرج ضمن ما یعمل بہ فی فضائل الأعمال .انتھی ملخصاً.

وھذا الحث علی أربعین صلاۃ فی المسجد النبوی ثمانیۃ أیام فی الجماعۃ ، واشتغالہ الدائم بشأن الصلاۃ وحرصہ علیھا ، حتی لا تفوتہ صلاۃ مما یعلق قلبہ بالمسجد ، فتصبح الجماعۃ لہ ملکۃ ویصبح مرتاحاً لارتیاد المسجد وحریصاً علی بقیۃ الصلوات فی بقیۃ أیامہ لا تفوتہ الجماعۃ إلا من عذر فلو اکن زائراً ورجع إلی بلادہ رجع بھذہ الخصلۃ الحمیدۃ ، ولعل فی مضاعفۃ الصلاۃ بألف تکون بمثابۃ الدواء المکثف الشدید الفعالیۃ ، السریع الفائدۃ ، أکثر مما جاء فی عامۃ المساجد بأربعین یوماً لا تفوتہ تکبیرہ الإحرام ، إذ الأربعون صلاۃ فی المسجد النبوی تعادل أربعین ألف صلاۃ فیما سواہ ، وھی تعادل حوالی صلوات اثنین وعشرین سنۃ .ولو راعینا أجر الجماعۃ خمساً وعشرین درجۃ ، لکانت تعادل صلاۃ المنفرد خمسمائۃ وخمسین سنۃ ، أی فی الأجر والثواب لا فی العدد ، أی کیفاً لا کماً ، کما قدمنا .وفضل اللہ عظیم .

ولیعلم أن الغرض من ھذہ الأربعین ھو کما أسلفنا التعود والحرص علی الجماعۃ .

أما لو رجع فترک الجماعۃ وتھاون فی شأن الصلاۃ عیاذاً باللہ ، فإنھا تکون غایۃ النکسۃ .نسأل اللہ العافیۃ ، کما نعلم أن ھذہ الأربعین صلاۃ لا علاقۃ لھا لا بالحج ولا بالزیارۃ ، علی ما تقدم للشیخ رحمہ اللہ فی آداب الزیارۃ فی سورۃ الحجرات .

وأن الزیارۃ تتم بصلاۃ رکعتی تحیۃ المسجد والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی صاحبیہ رضوان اللہ تعالی علینا وعلیھم ، ثم الدعاء لنفسہ وللمسلمین بالخیر ، ثم إن شاء انصرف إلی أھلہ ، وإن شاء جلس ما تیسر لہ (مختصر الشمائل المحمدیۃ، ج۸، ص ۴۶۱، و۴۶۲، تحت سورۃ الجن)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

ترمذی کی اس حدیث کو بھی بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱

جبکہ بعض حضرات نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ۲

---

۱ قال الترمذی: وقد روی هذا الحديث عن أنس موقوفا، ولا أعلم أحدا رفعه إلا ما روى سلم بن قتيبة، عن طعمة بن عمرو "وإنما يروى هذا عن حبيب بن أبی حبيب البجلی، عن أنس بن مالک قوله .حدثنا بذلک هناد قال :حدثنا وكيع، عن خالد بن طهمان، عن حبيب بن أبی حبيب البجلی، عن أنس قوله ولم يرفعه .وروى إسماعيل بن عياش هذا الحديث، عن عمارة بن غزية، عن أنس بن مالک، عن عمر بن الخطاب، عن النبی صلى الله عليه وسلم نحو هذا. وهذا حديث غير محفوظ، وهو حديث مرسل .عمارة بن غزية لم يدرک أنس بن مالک قال محمد بن إسماعيل :حبيب بن أبی حبيب يكنى أبا الكشوثا، ويقال أبو عميرة.

۲ من صلى لله أربعين يوما فی جماعة يدرک التكبيرة الأولى، كتب له براء تان، براء ة من النار وبراء ة من النفاق " هو من رواية أنس بن مالک رضی الله عنه، وله عنه طرق.الأولى :سلم بن قتيبة عن طعمة بن عمرو عن حبيب بن أبی ثابت عنه به .أخرجه الترمذی (۱/ ۲۰۱تحفة) وأسلم الواسطی فی "تاريخ واسط "(ص ۴۰) ، وقال الترمذی " :قد روی هذا الحديث عن أنس موقوفا، ولا أعلم أحدا رفعه إلا ما روى سلم بن قتيبة عن طعمة بن عمرو، وإنما يروى هذا عن حبيب بن أبی حبيب البجلی عن أنس بن مالک قوله ." قلت :قد روی مرفوعا من طريق أخرى لم يقف عليها الترمذی، وهی: الثانية :منصور بن مهاجر أبو الحسن حدثنا أبو حمزة الواسطی عن أنس بن مالک قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :فذكره .أخرجه أسلم الواسطی فی "تاريخ واسط "(ص ۳٦) : حدثنا أحمد بن إسماعيل قال :حدثنا إسماعيل بن مرزوق قال: حدثنا منصور بن مهاجر ...وقال " :هذا (يعنی أبا حمزة الواسطی) اسمه جبير ابن ميمون ."كذا قال، ولم أره لغيره ولا وجدت فی الرواة من يسمى جبير بن ميمون بل الظاهر أن أبا حمزة هذا هو عمران بن أبی عطاء القصاب، قال الدولابی فی الكنى ۱/ ۱۵٦، واسطی، روى عنه شعبة وهشيم ."قلت :وهو من رجال مسلم، روى عن أبيه وابن عباس وأنس وغيرهم وقد وثقه جمع وضعفه بعضهم فهو حسن الحديث، لاسيما عند المتابعة .ومنصور بن مهاجر، روى عنه جمع من الثقات منهم يعقوب بن شيبة، ولم يذكروا فيه توثيقا، ولذلک قال الحافظ فی "التقريب ": "مستور ." قلت :فمثله لا يستشهد به على أقل الدرجات . وإسماعيل بن مرزوق هو المرادی الكعبی المصری، ذكره ابن حبان فی "الثقات "وتكلم فيه الطحاوی، لكن استنظف الحافظ إسناد حديث آخر من طريقه .وأما أحمد بن إسماعيل، فلم أعرفه الآن وفی "تاريخ بغداد "جمع من الرواة بهذا الاسم. الثالثة :عن أبی العلاء الخفاف عن حبيب بن أبی حبيب عن أنس بن مالک قال :فذكره نحوه موقوفا عليه .وهو الذی أشار إليه الترمذی فيما سبق .أخرجه الواسطی أيضا فی تاريخه (ص ۴۰) من طريقين عنه .وحبيب هذا هو ابن أبی حبيب البجلی البصری نزيل الكوفة روى عنه أيضا طعمة بن عمرو الجعفری وعمر بن محمد العنقزی، وذكره ابن حبان فی "الثقات "وقال الحافظ ": مقبول "يعنی المتابعة، وقد توبع كما تقدم .وأما أبو العلاء الخفاف واسمه خالد بن طهمان فهو صدوق، لكنه كان اختلط .ثم رواه الواسطی من طريق مؤمل بن إسماعيل عن سفيان عن خالد عن أبی عميرة عن أنس بن مالک بمثله .وأبو عميرة هذا ثقة، وهو ابن أنس بن مالک .وخالد هو ابن طهمان المتقدم، فكأنه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

بہرحال صحیح اور کثیر احادیث سے مسجدِ نبوی میں پڑھی جانے والی ایک نماز کا ثواب ہزار گنا زیادہ ہونا ثابت ہے، جس کی رُو سے مسجدِ نبوی میں کم از کم دو رکعتیں پڑھنا بھی انتہائی عظیم فضیلت واہمیت سے خالی نہیں۔

اسی لئے بعض روایات میں مدینہ منورہ میں داخل ہونے والے کو وہاں سے باہر نکلنے سے پہلے مسجدِ نبوی میں کم از کم دو رکعت پڑھنے کا حکم آیا ہے۔ ۱؎

لیکن چالیس دن مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے کی جو فضیلت مذکورہ حدیث میں بیان کی گئی ہے، اس کو مسجدِ نبوی کی نمازوں کی فضیلت کی حد تک تو تسلیم کیا جاسکتا ہے، مگر اس سلسلہ میں یہ عقیدہ رکھنا مناسب نہیں کہ وہاں چالیس نمازیں پڑھنے سے بہرحال جہنم اور نفاق سے برائت اور عذاب سے نجات حاصل ہوجاتی ہے۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اضطرب فی إسناده، فرواه تارة عن أبی عمیرة عن أنس، وتارة عن أنس مباشرة لم یذکر أبا عمیرة، ولعل ذلک من اختلاطه . قلت :وبالجملة، فهذه الطرق وإن کانت مفرداتها لا تخلو من علة، فمجموعها یدل علی أن له أصلا، والأخیر منها وإن کان موقوفا، فمثله لا یقال من قبل الرأی کما لا یخفی .وللحدیث طریق رابع عن أنس مرفوعا، ولکن بلفظ " :من صلی فی مسجدی أربعین صلاة لا یفوته صلاة کتبت له براء ة من النار، ونجاة من العذاب وبریء من النفاق ."ولکنه منکر بهذا اللفظ لمخالفته للفظه فی الطرق المتقدمة مع جهالة فی إسناده، ولذلک أوردته فی الکتاب الآخر ۳۶۴ (سلسلة الاحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۲۹۷۱)

۱؎ عن مسلم بن أسلم بن بجرة، أخی الحارث بن الخزرج، وکان شیخا کبیرا قد حدث نفسه قال :إن کان لیدخل المدینة فیقضی حاجته بالسوق ثم یرجع إلی أهله، فإذا وضع رداء ه ذکر أنه لم یصل فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم، فیقول :والله ما صلیت فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم، فإنه قد قال لنا :من هبط منکم إلی هذه القریة فلا یرجعن إلی أهله حتی یرکع رکعتین فی هذا المسجد ثم یرجع إلی أهله (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۰۵۵)

قال الهیثمی: رواه الطبرانی فی الکبیر، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۵۸۷۹، باب فیمن ورد المدینة ولم یصل فی المسجد)

۲؎ والذی یظهر بعد التامل الصادق، هو قبول الضعیف فی ثبوت الاستحسان وجوازه، فاذا دل حدیث ضعیف علی استحباب شیئ او جوازه، ولم یدل دلیل آخر صحیح علیه، ولیس هناک مایعارضه ورجح علیه، قبل ذلک الحدیث وجاز العمل بما افاده واقول باستحباب مادل علیه او جوازه.

غایة مافی الباب ان یکون مثل هذا الاستحباب والجواز ادون رتبة من الاستحباب والجواز الثابت بالاحادیث الصحیحة والحسنة ویشترط قبوله بشروط:

احدها: ما اشرنا الیه من فقدان دلیل آخر اقوی منه معارضا له، فان دل حدیث صحیح او حسن، علی کراهة عمل او حرمته، والضعیف علی استحبابه وجوازه ، فالعمل یکون بالاقوی ، والقول بمفاده احری.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075530

ماخوذاز''مناسکِ حج کے فضائل واحکام''

مطبوعہ:ادارہ غفران،راولپنڈی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وثانيها: ان لايكون الحديث شديد الضعف ، بان تفرد بروايته شديد الضعف ، كالكذاب، وفاحش الغلط، والمغفل، وغير ذلک، او كثرت طرقه، لكن لم يخل طريق من طرقه عن شدة الضعف، وذلک لان كون السند شديد الضعف، مع عدم مايجبر به نقصانه ، يجعله فى حكم العدم ، ويقربه الى الموضوع والمخترع، الذى لايجوز العمل به بحال .

وثالثها: ان يكون ماثبت به داخلا تحت اصل كلى من الاصول الشرعية غير مخالف للقواعد الدينية، لئلا يلزم اثبات مالم يثبت شرعا به، فانه اذا كان مادل عليه داخلا فى الاصول الشرعية، غير مناقض لها، فنفس جوازه ثابت بها.

والحديث الضعيف الدال عليه يكون مؤكدا عله، كذا الاستحباب، فان الجائزات تصير بحسن النية عبادة، فكيف اذا وجدمافيه شبهة ثبوت الاستحباب.

ورابعها: ان لايعتقد العامل به ثبوته بل الخروج عن العهدة بيقين، فانه ان كان صحيحا فى نفس الامر فذاک ، والا لم يترتب على العمل به فساد شرعى.

وقس عليه اذا دليل الحديث الضعيف على كراهة عمل، لم يدل على استحبابه دليل آخر، فيؤخذ به ويعمل بمفاده احتياطا ، فان ترک المكروه مستحب ، وترک المباح لابأس فيه شرعا.

وبهذا كله يظهر لک دفع الاشكال الذى تصدى للجواب عنه الدوانى والخفاجى، وسلک كل منهما مسلكا مغايرا لمسلک الآخر.

وخلاصة الكلام، الرافع للاوهام ، هو ان ثبوت الاستحباب ، او الكرهة التى هى فى قوة الاستحباب ، او الجواز بالحديث الضعيف مع الشروط المتقدمة : لاينافى قولهم: انه لايثبت الاحكام الشرعية، فان الحكم باستحباب شيئ دل عليه الضعيف او كراهته: احتياطى ، والحكم بجواز شيئ دل عليه تاكيد لما ثبت بدلائل اخر، فلا يلزم منه ثبوت شيئ من الاحكام فى نفس الامر، ومن حيث الاعتقاد. نعم لو لم تلاحظ الشروط المتقدمة ، لزم الاشكال البتة (ظفر الأمانى فى مختصر الجرجانى فى مصطلح الحديث، ص۱۹۸تا ۲۰۰، لمولانا عبدالحيى اللكنوى رحمه الله)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075300

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

روزہ پہلے افطار کرنے اور مغرب بعد میں پڑھنے کی تحقیق

آج کل رمضانُ المبارک کے مہینے میں افطار کے مغرب کی نماز سے پہلے یا بعد میں کرنے اور مغرب کی نماز اور افطار کے درمیان وقفہ پیدا کرنے کے مسئلہ میں اختلاف وانتشار رہتا ہے، اور کئی اہلِ علم حضرات اس سلسلہ میں تشویش کا شکار رہتے ہیں، بعض جگہوں میں جہاں لوگوں کی کثرت ہوتی ہے، مغرب کی نماز غیر معمولی تاخیر سے ادا کی جاتی ہے، اس پر بھی بعض لوگوں کی طرف سے چہ می گوئیاں سامنے آتی ہیں۔

اس لئے قدرے تفصیل کے ساتھ اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کو الگ الگ حصوں میں تحریر کیا جاتا ہے، تاکہ اس مسئلہ کے سب پہلو واضح ہوجائیں۔

روزہ جلدی افطار کرنا

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

ثُمَّ اَتِمُّوْاالصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۸۷)

یعنی تم رات تک روزہ کو پورا کرلیا کرو (سورہ بقرہ)

اس آیت میں روزہ کے آخری وقت کا بیان ہے اور جو روزہ کا آخری وقت ہے وہی روزہ افطار کرنے کا وقت ہے، اور وہ رات شروع ہونے کا وقت ہے، اور شرعی اعتبار سے رات سورج غروب ہونے پر شروع ہوجاتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ مِنْ ھَا ھُنَا وَاَدْبَرَالنَّھَارُمِنْ ھَاھُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّآئِمُ (بخاری) [1]

ترجمہ: جب رات اُدھر سے (یعنی مشرق سے) آجائے اور دن ادھر سے (یعنی مغرب سے)

---

[1] رقم الحدیث ۱۹۵۴، کتاب الصوم، باب متیٰ یحل فطر الصوم، واللفظ لہٗ، مسلم، باب بیان وقت انقضاء الصوم؛ ترمذی، بَاب مَا جَاءَ إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ وَأَدْبَرَ النَّهَارُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۱.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075530

چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار صاحبِ افطار ہو گیا (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورج غروب ہوتے ہی روزہ کا وقت مکمل ہو جاتا ہے۔ ۱

اور اسی وجہ سے اگر کسی نے غروب ہونے کے بعد روزہ افطار نہیں کیا تب بھی اس کا روزہ مکمل ہو جاتا ہے، اور اگر سورج غروب ہونے کے بعد افطاری کی نیت کے بغیر بھی کچھ کھا پی لے، تب بھی روزہ ادا ہو جاتا ہے۔

احادیث میں روزہ سورج غروب ہونے کے بعد جلدی افطار کرنے کی ترغیب آئی ہے۔

چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَایَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَاعَجَّلُوْاالْفِطْرَ (بخاری) ۲

ترجمہ: لوگ اس وقت تک خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَا یَزَالُ الدِّیْنُ ظَاھِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ (ابوداؤد) ۳

ترجمہ: دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے (ابوداؤد)

---

۱ ذكر معناه :قوله :(إذا أقبل الليل من ههنا) أى :من جهة المشرق .(وأدبر النهار من ههنا) أى :من المغرب، وقد مر الكلام فيه فى باب الصوم فى السفر والإفطار فى آخر حديث عبد الله بن أبى أوفى .قوله: (فقد أفطر الصائم) ، أى :دخل فى وقت الفطر، وقال ابن خزيمة :لفظه خبر ومعناه الأمر أى :فليفطر الصائم(عمدة القارى للعينى، ج ۱۱ ص ۶۵، باب متى يحل فطر الصائم)

۲ رقم الحديث ۱۹۵۷، كتاب الصوم ،باب تعجيل الافطار، واللفظ لهٗ؛ مسلم،رقم الحديث ۱۰۹۸ "۴۸" باب فضل السحور؛ ترمذی،رقم الحديث ۶۹۹، باب ماجاء فی تعجيل الافطار.

۳ رقم الحديث ۲۳۵۳،كتاب الصوم، باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَعْجِيلِ الْفِطْرِ، واللفظ لهٗ؛ مسنداحمد، رقم الحديث ۹۸۱۰؛ مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۹۰۳۷؛ سنن كبرىٰ نسائى، رقم الحديث ۳۲۹۹؛ شعب الايمان، رقم الحديث ۳۶۳۳؛ صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث ۲۰۶۰؛ صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۳۵۰۳؛ مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۵۷۳.

فى حاشية مسند احمد: حديث صحيح دون قوله:إن اليهود والنصارى يؤخرون، وهذا إسناد حسن.

وقال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

بعض اور احادیث میں بھی جلدی افطار کرنے کو پسند کیا گیا ہے۔ [1]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ أُمِرْنَا أَنْ نُؤَخِّرَ سُحُورَنَا ، وَنُعَجِّلَ فِطْرَنَا ، وَأَنْ نُمْسِكَ بِأَيْمَانِنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِي صَلَاتِنَا

(صحیح ابنِ حبان) [2]

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم انبیاء کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے، کہ ہم اپنی سحری میں تاخیر کریں (یعنی رات کے آخری حصے میں صبح صادق ہونے سے پہلے سحری کھائیں) اور ہم اپنی افطار میں (غروب ہوتے ہی) جلدی کریں، اور ہم اپنی نماز میں اپنے دائیں ہاتھوں سے اپنے بائیں ہاتھوں کو تھامیں (ابنِ حبان)

افطار میں جلدی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ غروب کا یقین ہوجانے کے بعد دیر نہ کی جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ ابھی تک غروب کا پوری طرح یقین بھی نہ ہوا ہو اور جھٹ روزہ افطار کرلیا جائے کیونکہ اس میں جلدی کی فضیلت کا حاصل ہونا تو دور کی بات ہے، روزہ ہونے نہ ہونے کا ہی خطرہ ہے۔

سورج غروب ہونے کے وقت میں تھوڑی سی احتیاط اختیار کی جائے تو مناسب ہے، کیونکہ بعض اوقات گھڑی میں کچھ فرق ہوجاتا ہے اور جنتری و نقشوں اور ان کو استعمال کرنے والوں کی جگہ وغیرہ کے مختلف

---

[1] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ :إِنَّ أَحَبَّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا " (ترمذی، رقم الحدیث ۷۰۰، باب ماجاء فی تعجیل الافطار، واللفظ لہٗ؛ مسند احمد، رقم الحدیث ۷۲۴۱؛ المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۱۴۹؛ صحیح ابن خزیمة، رقم الحدیث ۲۰۶۲؛ مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۵۹۷۴؛ صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۳۵۰۷)

قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ (ترمذی، تحت رقم الحدیث ۷۰۱)

وفی حاشية مسند احمد: إسناده ضعيف، قرة -وهو ابن عبد الرحمن المعافری المصری -الجمهور علی تضعيفه، وتساهل بعضهم فوثقه، روی له مسلم مقرونا بغيره، وأصحاب السنن الأربعة.

[2] رقم الحدیث ۱۷۷۰، ج۵ص۶۷، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاه، باب ذِكْرُ الْإِخْبَارِ عَمَّا يُسْتَحَبُّ لِلْمَرْءِ مِنْ وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الْيَسَارِ فِي صَلَاتِهِ، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۱۴۸۵؛ مسند عبد بن حمید، رقم الحدیث ۶۲۲؛ سنن دار قطنی، رقم الحدیث ۱۰۹۶.

قال الهيثمی: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۲۶۰۹، بَابُ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْأُخْرَى)

Idara Ghufran

ہونے کے اعتبار سے بھی تھوڑا بہت فرق ممکن ہوتا ہے۔

لہٰذا احتیاط کے مسئلہ کو جلدی افطار کرنے کے اصول کے خلاف قرار نہیں دیا جاسکتا۔

انتباہ: سورج غروب ہونے کے بعد رات کا شروع ہوجانا اور افطار کا حلال ہوجانا قرآن وسنت کے واضح دلائل سے ثابت ہے، لیکن بہت سے روافض واہلِ تشیع کے نزدیک سورج غروب ہوجانے کے کافی دیر بعد جب آسمان پر ستارے خوب ظاہر ہوجائیں اور سیاہی پھیل جائے تب افطار کا وقت ہوتا ہے۔

مگر روافض واہلِ تشیع کا یہ مذہب قرآن وسنت کے خلاف ہے، بعض سنی لوگ روافض سے متاثر ہوکر دیر سے افطار کرتے ہیں جو کہ غلط طریقہ ہے۔ [1]

مغرب کی نماز سے پہلے افطار کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ (ترمذی) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم (مغرب کی) نماز سے پہلے افطار کیا کرتے تھے (ترمذی)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

مَارَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ صَلّٰى صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى

---

[1] (عن أبی هريرة قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-لا يزال الدين ظاهرا ") أی غالبا وعاليا أو واضحا ولائحا "ما عجل الناس الفطر "أی مدة تعجيلهم الفطر "لأن اليهود والنصارى يؤخرون "أی الفطر إلى اشتباک النجوم وتبعهم الأرفاض فی زماننا (مرقاة المفاتيح ج۴ص۱۳۸۷، کتاب الصوم، باب فی مسائل متفرقة، الفصل الثالث)

ويدخل وقتها بالغروب إجماعا، وكأنه اكتفى بذكر المغرب ولا يعتد بخلاف الشيعة، وخبر :إنه صلى الله عليه وسلم صلى المغرب عند اشتباک النجوم باطل، بل صح " :لا تزال أمتی على الفطرة ما لم يؤخروا المغرب حتى تشتبک النجوم "، وتأخيره عليه الصلاة والسلام لها كما فی أحاديث صحيحة لبيان الجواز، ونقل الترمذی عن العلماء كراهية تأخيرها عن أوله، كذا ذكره ابن حجر (مرقاةالمفاتيح، ج۲ص۵۱۷، کتاب الصلاة، باب المواقيت)

[2] رقم الحديث ۶۹۶، ابواب الصوم، بَابُ مَا جَاءَ مَا يُسْتَحَبُّ عَلَيْهِ الإِفْطَارُ، واللفظ لهٗ؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۲۳۵۶؛ مسند احمد، رقم الحديث ۱۲۶۷۶،

قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير جعفر بن سليمان، فمن رجال مسلم.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

يُفُطِرَ وَلَوُ عَلٰى شَرُبَةٍ مِّنُ مَّاءٍ (صحیح ابن حبان) ؎۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے افطار کرنے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھی ہو اگرچہ پانی کے ایک گھونٹ ہی سے افطار کرلیا ہو (ابنِ حبان)

اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ:

كَانَ لَا يُصَلِّى الْمَغُرِبَ حَتّٰى يُفُطِرَ وَلَوُ عَلٰى شَرُبَةٍ مِّنُ مَّآءٍ (مستدرک حاکم) ؎۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کرنے سے پہلے مغرب کی نماز نہیں پڑھا کرتے تھے، اگرچہ پانی کے ایک گھونٹ پر ہی افطار کیوں نہ کرلیتے (حاکم)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے ہی روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا كَانَ صَائِمًا لَمُ يُصَلِّ حَتَّى نَأْتِيَهُ بِرُطَبٍ وَمَاءٍ، فَيَأْكُلُ وَيَشُرَبُ إِذَا كَانَ الصَّيُفُ الرُّطَبُ، وَإِذَا كَانَ الشِّتَاءُ لَمُ يُصَلِّ حَتَّى نَأْتِيَهُ بِتَمُرٍ وَمَاءٍ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۳۸۶۱، ابن خزيمة، رقم الحديث ۲۰۶۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ میں ہوتے تو اس وقت تک نماز نہ پڑھتے، جب تک کہ ہم آپ کے پاس تر کھجوریں اور پانی نہ لے آتے، پس آپ کھاتے، اور پیتے،

؎۱ رقم الحديث ۳۵۰۴، كتاب الصوم باب الافطار وتعجيله، ذِكُرُ الِاسُتِحُبَابِ لِلصُّوَّامِ تَعُجِيلُ الْإِفُطَارِ قَبُلَ صَلَاةِ الْمَغُرِبِ، واللفظ لهٗ، مسند ابی یعلیٰ، رقم الحديث ۳۷۹۲؛ مسند بزار، رقم الحديث ۷۱۲۷.

قال المنذری: رَوَاهُ أَبُو يعلى وَابُن خُزَيُمَة وَابُن حبَان فِي صَحِيحَيُهِمَا (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۱۶۳۲، التَّرُغِيب فِي تَعُجِيل الْفطر وَتَأُخِير السّحُور)

وقال الهيثمی: رَوَاهُ أَبُو يَعُلَى، وَالُبَزَّارُ، وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوُسَطِ، وَرِجَالُ أَبِي يَعُلَى رِجَالُ الصَّحِيحِ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۸۸۳، ج۳ص۱۵۵، بَابُ تَعُجِيلِ الْإِفُطَارِ وَتَأُخِيرِ السَّحُورِ)

فی حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

؎۲ رقم الحديث ۱۵۷۷، ج۱ص۵۹۷، كتاب الصوم، واللفظ لهٗ؛ مسند ابی یعلیٰ، رقم الحديث ۳۷۹۲، مسند البزار، رقم الحديث ۷۱۲۷، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۸۷۹۳؛ صحيح ابنِ خزيمة، رقم الحديث ۲۰۶۳؛ مُصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۹۸۸۲، مَنُ كَانَ يُحِبُّ أَنُ يُفُطِرَ قَبُلَ أَنُ يُصَلِّيَ.

قال الهيثمی: رواه أبو يعلى، والبزار، والطبرانی فی الأوسط، ورجال أبی يعلى رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج۳ص۱۵۵)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

جبکہ گرمی ہوتی، اور جب سردی ہوتی تو آپ اس وقت تک نماز نہ پڑھتے، جب تک کہ ہم آپ کے پاس چھوارے اور پانی نہ لے آتے (طبرانی، ابن خزیمہ)

حضرت ابورجاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كنت أشهد بن عباس عند الفطر فی رمضان فكان يوضع طعامه ثم يأمر مراقبا يراقب الشمس فإذا قال وجبت قال كلوا قال ثم كنا نفطر قبل الصلاة (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۷۵۹۷)

ترجمہ: میں رمضان میں افطار کے وقت حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوتا تھا، تو آپ کا کھانا لگادیا جاتا تھا، پھر آپ دیکھنے والے کو حکم دیتے تھے کہ وہ سورج کو دیکھے (کہ غروب ہوچکا ہے یا نہیں) پھر جب وہ کہتا تھا کہ سورج غروب ہوگیا ہے تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ کھاؤ، یہ بھی فرماتے تھے کہ ہم نماز سے پہلے افطار کیا کرتے تھے (عبدالرزاق)

مذکورہ احادیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے کئی صحابۂ کرام کا عمل مغرب کی نماز سے پہلے افطار فرمانے کا ثابت ہوا، لہٰذا اسی کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

البتہ اگر کوئی اتفاق سے یا کسی عذر و مجبوری سے مغرب کی نماز کے بعد افطار کرے، تو تب بھی کوئی گناہ نہیں اور اس سے روزہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ [1]

---

[1] حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ؛ أَنَّ عُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانَا يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ إِذَا رَأَيَا اللَّيْلَ ، وَكَانَا يُفْطِرَانِ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَا (مصنف ابن أبی شيبة، رقم الحديث ۹۸۸۵، مَنْ كَانَ يُحِبُّ أَنْ يُفْطِرَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ)

عن حميد بن عبد الرحمن بن عوف أنه أخبره :أن عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان كانا يصليان المغرب حين ينظران الليل الأسود قبل أن يفطروا ثم يفطران بعد الصلاة فی رمضان .

قال محمد :وهذا كله واسع فمن شاء أفطر قبل الصلاة ومن شاء أفطر بعدها وكل ذلک لا بأس به (موطأ رواية محمد بن الحسن، رقم الرواية ۳۶۴، ابواب الصيام، باب تعجيل الإفطار، واللفظ لهٗ؛ مسند الشاميين للطبرانی، رقم الحديث ۳۰۷۰)

(وعن أنس قال :كان النبی -صلى الله عليه وسلم -يفطر) أی فی صيامه (قبل أن يصلی) أی المغرب، وفيه إشارة إلى كمال المبالغة فی استحباب تعجيل الفطر، وأما ما صح أن عمر وعثمان -رضی الله عنهما -كانا برمضان يصليان المغرب حين ينظران إلى الليل الأسود ثم يفطران بعد الصلاة فهو لبيان جواز التأخير لئلا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

پھر افطار کی حقیقت روزہ کی پابندی ختم ہونے کی ہے، جس میں کھجور کا کھالینا، پانی کا پی لینا یا کسی اور چیز کا کھالینا سب داخل ہے۔ [1]

لہٰذا یہ سمجھنا درست نہیں کہ احادیث سے نماز سے پہلے صرف کھجور یا پانی سے ہلکا پھلکا افطار کرنا تو ثابت ہے، لیکن مزید کچھ کھانا پینا ثابت نہیں، اس لئے نماز سے پہلے مزید کھانا پینا خلافِ سنت ہے، البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے پینے کے معمولات تکلفات سے خالی تھے، اور عرب میں کھجور کا استعمال عام تھا، نیز کھجور یا پانی سے افطار کرنا افضل ہے، اس لئے بعض احادیث وروایات میں ان کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا۔

رمضان میں افطار کی وجہ سے مغرب کی نماز میں تاخیر کرنا

جس طرح روزہ افطار کرنے کا وقت سورج غروب ہونے پر ہوجاتا ہے، اسی طرح مغرب کی نماز کا وقت بھی سورج کے غروب ہونے پر شروع ہوجاتا ہے۔

اور احادیث میں عام حالات میں مغرب کی نماز کو جلد از جلد ادا کرنے کی ترغیب آئی ہے، اور نبی صلی اللہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ يظن وجوب التعجيل، ويمكن أن يكون وجهه أنه -صلى الله عليه وسلم- كان يفطر فى بيته ثم يخرج إلى صلاة المغرب، وأنهما كانا فى المسجد ولم يكن عندهما تمر ولا ماء، أو كانا غير معتكفين، ورأيا الأكل والشرب لغير المعتكف مكروهين، لكن إطلاق الأحاديث ظاهر فى استثناء حال الإفطار، والله أعلم (مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۳۸۵، كتاب الصوم، باب فى مسائل متفرقة، الفصل الثانى)

وتعجيل الافطار افضل فيستحب ان يفطر قبل الصلاة (الفتاوىٰ الهندية، ج ۱ ص ۲۰۰، كتاب الصوم، الباب الثالث)

ويستحب الافطار قبل الصلاة (طحطاوى شرح المراقى، ص ۶۸۳، كتاب الصوم، فصل فيما يكره للصائم)

[1] یہی وجہ ہے کہ احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عید کی نماز کے لئے جانے سے پہلے کھجور کھالینے کو بھی افطار کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے، جس سے ظاہر ہے کہ حقیقی افطار مراد نہیں، بلکہ مطلق کھانا مراد ہے، بلکہ بعض روایات میں روزہ دار کے غروب کے بعد حقِ زوجیت ادا کرلینے کو بھی افطار سے تعبیر کیا گیا ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُفْطِرُ عَلَى تَمَرَاتٍ يَوْمَ الفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى المُصَلَّى :هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ (ترمذى، رقم الحديث ۵۴۳، باب فى الأكل يوم الفطر قبل الخروج)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ على تمرات ثم يغدو (ابن حبان، رقم الحديث ۲۸۱۳)

فى حاشية ابن حبان: رجاله ثقات

عن محمد بن سيرين، قال :ربما أفطر ابن عمر على الجماع (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۳۰۸۰)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الكبير، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۸۹۰، باب على أى شىء يفطر)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

علیہ وسلم نیز صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مغرب کی نماز غروب ہونے کے بعد بلاتاخیر ادا کرنا اور اس کی ترغیب وفضیلت ثابت ہے۔

اور تاروں کے خوب چٹکنے اور چمکنے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھ لینے میں خیر بتلائی گئی ہے۔

جس کے پیشِ نظر عام حالات میں مغرب کی نماز جلد از جلد پڑھنا مستحب وافضل ہے۔ [1]

لیکن رمضانُ المبارک میں چونکہ مغرب کی نماز اور روزہ افطار کرنے کا وقت ایک ساتھ شروع ہوتا ہے، اور افطار کے وقت کھانے کی طرف رغبت وطلب ہوتی ہے، اور افطار کئے بغیر نماز پڑھنے کی صورت میں نماز کا خشوع کمزور یا فوت ہوجاتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افطار کے بعد نماز کا ثبوت ملتا ہے، اس لئے زیادہ مناسب طریقہ یہی ہے۔

کئی احادیث سے نماز سے پہلے افطار کرنے اور کھانا کھانے کا حکم ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَأَحَدُكُمْ صَائِمٌ فَلْيَبْدَأْ بِالْعَشَاءِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَلَا تُعْجَلُوْا عَنْ عَشَائِكُمْ (ابنِ حبان) [2]

---

[1] وأجمع كل من نحفظ عنه من أهل العلم على أن التعجيل بصلاة المغرب أفضل وكذلك نقول (الاوسط لابن المنذر، تحت حديث رقم ۹۹۳)

[2] رقم الحديث ۲۰۶۸، ج۵ ص ۴۲۲، كتاب الصلاة، باب فرض الجماعة والاعذار التى تبيح تركها، ذكر البيان بأن التخلف عن إتيان الجماعات عند حضور العشاء إنما يجب ذلك إذا كان المرء صائما أو تاقت نفسه إلى الطعام فآذته؛ المعجم الاوسط، رقم الحديث ۵۰۷۵؛ شرح مشكل الآثار، رقم الحديث ۱۹۹۲.

فى حاشية ابن حبان: إسناده صحيح .العباس بن أبى طالب :هو العباس بن جعفر بن عبد الله، ثقة، ومن فوقه من رجال الصحيح.

قال الهيثمى: قلت :هو فى الصحيح خلا قوله " :وأحدكم صائم ."رواه الطبرانى فى الأوسط ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۲۱۹۱، باب الأعذار فى ترك الجماعة)

وقال الالبانى: وقال الطبرانى: "لم يقل فى هذا الحديث" :وأحدكم صائم فليبدأ بالعشاء قبل صلاة المغرب "إلا عمرو بن الحارث، تفرد به موسى بن أعين ."قلت :كلاهما ثقة من رجال الشيخين، فلا يضر تفردهما، لا سيما والذين شاركوهم فى رواية أصل الحديث قد رووه بألفاظ متقاربة، يزيد بعضهم على بعض فى "الصحيحين "وغيرهما، وأقربهم ابن وهب قال :أخبرنى عمرو عن ابن شهاب بتمامه نحوه؛ إلا أنه لم يقل: "وأحدكم صائم ."أخرجه مسلم ۲/۷۲.وتابعه أيضاً بكر بن مضر عن عمرو بن الحارث به.أخرجه أبو عوانة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کھڑی کردی جائے، اور تم میں سے کوئی روزہ سے ہو، تو اُسے چاہئے کہ مغرب کی نماز سے پہلے کھانا کھالے، اور تم (نماز میں اپنے کھانے سے جلدی نہ کرو (ابنِ حبان)

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ أَحْيَانًا نَلْقَاهُ، وَهُوَ صَائِمٌ، فَيُقَدَّمُ لَهُ الْعَشَاءُ، وَقَدْ نُودِيَ بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ، ثُمَّ تُقَامُ، وَهُوَ يَسْمَعُ - يَعْنِي الصَّلَاةَ - فَلَا يَتْرُكُ عَشَاءَهُ، وَلَا يَعْجَلُ حَتّٰى يَقْضِيَ عَشَاءَهُ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي، وَيَقُولُ: إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: لَا تَعْجَلُوا عَنْ عَشَائِكُمْ إِذَا قُدِّمَ إِلَيْكُمْ (مصنف عبدالرزاق) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ ہم سے بعض اوقات روزہ کی حالت میں ملاقات کرتے تھے، پھر آپ کے لئے (افطار کے وقت) شام کا کھانا پیش کیا جاتا تھا، اور مغرب کی نماز کی اذان ہوچکتی تھی، پھر وہ کھڑی بھی ہوجاتی تھی، اور آپ نماز کی آواز سُن رہے ہوتے تھے، مگر آپ اپنا کھانا نہیں چھوڑتے تھے، اور نماز کے لئے جلدی نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ اپنا کھانا نہ کھالیں، پھر تشریف لے جاکر نماز پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے سامنے جب شام کا کھانا پیش کردیا جائے تو تم (نماز کے لئے) جلدی نہ کرو (عبدالرزاق)

ان احادیث کا مضمون اُن احادیث کے مطابق ہے، جن میں بھوک لگنے کی حالت میں کھانا تیار ہونے کی صورت میں پہلے کھانے کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ روزہ افطار کرنے کے وقت بھی عموماً بھوک لگی ہوئی ہوتی

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

۱۶/۲. وتابع عمراً: عقيل عن ابن شهاب به نحوه. أخرجه البخاري ۶۷۲. يضاف إلى ما سبق أن هذه الزيادة "وأحدكم صائم" لا تنافي الروايات الأخرى، لأنها بإطلاقها وشمولها تشمل الصائم وغيره؛ كما هو ظاهر، بل الصائم هو أولى بهذه الرخص من غير الصائم، كما هو ظاهر. والله أعلم (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۳۹۶۴)

[1] رقم الحديث ۲۱۸۹، كتاب الصلاة، بَابُ إِذَا قُرِّبَ الْعَشَاءُ وَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ، واللفظ لهٗ؛ الاوسط لابن المنذر، رقم الحديث ۱۹۱۴.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075 30

ہے، اور کھانے کی طلب ہوتی ہے۔ [1]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ مِنْ فِقْهِ الْمَرْءِ إِقْبَالُـهُ عَلٰى حَاجَتِهٖ حَتّٰى يُقْبِلَ عَلٰى صَلَاتِهٖ وَقَلْبُهٗ فَارِغٌ (الزهد والرقائق لابن المبارك) [2]

ترجمہ: آدمی کے فقہ (وسمجھداری) کی نشانی میں سے یہ بات ہے کہ وہ اپنی (کھانے پینے وغیرہ کی) حاجت کی طرف متوجہ ہو، اپنی نماز کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے، تاکہ اس کا دل (نماز اور اس کے خشوع کے لئے) فارغ ہو جائے (الزہد والرقائق)

مطلب یہ ہے کہ کھانے وغیرہ کی ضرورت سے فارغ ہو کر اس حال میں نماز پڑھنا کہ دل کھانے کی طرف متوجہ نہ ہو، یہ آدمی کے سمجھدار ہونے کی نشانی ہے۔

---

[1] قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيمَتُ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ. وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلَاةُ فَلَا يَأْتِيهَا حَتَّى يَفْرُغَ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ(بخارى رقم الحديث ٦٧٣ ،بَاب إِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ وَأُقِيمَتُ الصَّلَاةُ، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ٧٩٩٨ ،عن ابنِ عمر)

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُدِّمَ الْعَشَاءُ فَابْدَءُوا بِهِ قَبْلَ أَنْ تُصَلُّوا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَلَا تَعْجَلُوا عَنْ عَشَائِكُمْ(بخارى رقم الحديث ٦٧٢ ،عن انس بن مالك)

إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ(مسلم رقم الحديث ٥٥٧"٦٤"عن انس)

عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتُ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ (بخارى،رقم الحديث ٦٧١ ،بَاب إِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ وَأُقِيمَتُ الصَّلَاةُ، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابى شيبة،رقم الحديث ٧٩٩٥، عن عائشة)

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَالْعَشَاءُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ "(مسند احمد رقم الحديث ١٦٥٢١ ، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابى شيبة،رقم الحديث ٧٩٩٩،عن سلمة بن الاكوع)

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم :إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَؤُوا بِالْعَشَاءِ.(مصنف ابنِ ابى شيبة،رقم الحديث ٧٩٩٧،عن امِ سلمة)

عن ابى المليح قال: كُنَّا مَعَ أَبِى بَكْرٍ وَقَدْ خَرَجَ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَتُلُقِّيَ بِقَصْعَةٍ فِيهَا ثَرِيدٌ وَلَحْمٌ ، فَقَالَ :اجْلِسُوا فَكُلُوا فَإِنَّمَا صُنِعَ الطَّعَامُ لِيُؤْكَلَ ، فَأَكَلَ ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَغَسَلَ أَطْرَافَ أَصَابِعِهِ وَمَضْمَضَ وَصَلَّى.(مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ٨٠٠٤)

[2] رقم الحديث ١١٤٢ ،ج ١ ص ٤٠١، باب فضل ذكر الله عزوجل،بخارى فى ترجمة الباب، ج ١ ١٣٥ ، كتاب الاذان،باب إذا حضر الطعام وأقيمت الصلاة، تعظيم قدر الصلاة لمحمد بن نصر المروزى رقم الحديث ١٢٠ .

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بھوک لگی ہوئی ہو، اور کھانا تیار ہو، تو نماز میں صحیح خشوع حاصل نہیں ہوتا، اس لئے ایسی صورت میں کھانے کے تقاضے سے فارغ ہو کر نماز پڑھنے کو فقہ اور سمجھداری کی علامت اور اس کا حکم دیا گیا۔ ۱

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اگر رمضان کے مہینے میں اذان کے بعد کچھ تاخیر سے نماز پڑھی جائے، اور کچھ تاخیر سے جماعت کھڑی کی جائے، تاکہ اعتدال کے ساتھ افطار کر کے لوگ نماز و جماعت میں شریک ہو سکیں، اور خشوع کے ساتھ نماز ادا کر سکیں، تو اس میں نہ صرف یہ کہ کوئی حرج نہیں، بلکہ اس کی فضیلت زیادہ ہے۔

لیکن مغرب کی نماز میں اتنی تاخیر نہ کی جائے کہ خوب اندھیرا ہو جائے، اور چھوٹے بڑے تارے اچھی طرح روشن ہو جائیں، کیونکہ احادیث میں اتنی تاخیر کرنے کو ناپسند کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: لَا یَزَالُ أُمَّتِیْ بِخَیْرٍ أَوْ عَلَی الْفِطْرَۃِ مَا لَمْ یُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ حَتّٰی یَشْتَبِکَ النُّجُوْمُ (مستدرک حاکم) ۲

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میری اُمت خیر یا فطرت پر قائم رہے گی، جب تک کہ مغرب میں اتنی تاخیر نہ کرے گی کہ ستارے چمک جائیں

---

۱ وقال الفاكهاني ينبغي حمله على العموم نظرا إلى العلة وهي التشويش المفضي إلى ترك الخشوع وذكر المغرب لا يقتضي حصرا فيها لأن الجائع غير الصائم قد يكون أشوق إلى الأكل من الصائم انتهى وحمله على العموم إنما هو بالنظر إلى المعنى إلحاقا للجائع بالصائم وللغداء بالعشاء لا بالنظر إلى اللفظ الوارد (فتح الباری لابنِ حجر، ج۲ص ۱۶۰، قوله باب إذا حضر الطعام وأقيمت الصلاة)

(إذا أقيمت الصلاة وحضر العشاء) كسماء ما يؤكل عند العشاء والمراد بحضوره وضعه بين يدى الآكل أو قرب حضوره لديه وقد تاقت نفسه له (فابدؤوا) ندبا (بالعشاء)إن إتسع الوقت فيأكل لقيمات يكسر بها حدة الجوع على وجه لكن الأصح يأكل حاجته وذلك لما فى تركه من فوت الخشوع أو كماله (فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ۴۷۳)

۲ رقم الحديث ۶۸۵، ج۱ ص۳۰۳، كتاب الصلاة، باب فى مواقيت الصلاة؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۴۱۸، بَابٌ فِي وَقْتِ الْمَغْرِبِ؛ مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۵۳۴.

قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ وَلَهُ شَاهِدٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ.

وقال الذهبى: على شرط مسلم وله شاهد صحيح.

وفى حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

(حاکم)

اسی قسم کی حدیث حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [۱]

اور حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ :أَنْ لَا تَكُونُوا مِنَ الْمَسْبُوقِينَ بِفِطْرِكُمْ، وَلَا الْمُنْتَظِرِينَ بِصَلَاتِكُمُ اشْتِبَاكَ النُّجُومِ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ٣٠٩٣)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہر والوں کی طرف یہ لکھ کر بھیجا کہ تم اپنی افطار کو چھوڑنے (اور تاخیر کرنے والے) نہ ہو جانا، اور نہ اپنی نماز میں اتنا انتظار کرنے والے ہو جانا، جس میں تارے چمک جائیں (عبدالرزاق)

بعض روایات میں افطار کو ٹالنے والے نہ ہو جانے کے الفاظ ہیں۔ [۲]

مطلب یہ ہے کہ بلاعذر افطار میں ٹال مٹول اور تاخیر کرنا مناسب نہیں، اور مغرب کی نماز میں اتنی تاخیر کرنا بھی مناسب نہیں کہ جس میں تارے چمک جائیں۔

ستارے چمٹنے اور چمکنے سے مراد یہ ہے کہ بڑے چھوٹے ستارے خوب اور کثرت سے نظر آنے لگیں، نہ یہ کہ صرف بعض اور تیز ستارے نظر آنے لگیں، اور یہ کیفیت اسی وقت ہوتی ہے، جب زمین پر غیر معمولی اندھیرا چھا جاتا ہے۔ [۳]

---

[۱] عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :لَا يَزَالُ أَمْرُ أُمَّتِي عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ حَتَّى يَشْتَبِكَ النُّجُومُ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ٦٨٦؛ ابنِ ماجه، رقم الحديث ٦٨٩)

[۲] عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ :كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى أُمَرَاءِ الْأَمْصَارِ :أَنْ لَا تَكُونُوا مِنَ الْمُسَوِّفِينَ بِفِطْرِكُمْ، وَلَا الْمُنْتَظِرِينَ بِصَلَاتِكُمُ اشْتِبَاكَ النُّجُومِ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ٧٥٩٠)

[۳] (وعن أبي أيوب) : أي :الأنصاري (قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :لا يزال ") : بالتحتانية، وقيل بالفوقية (أمتي بخير -أو قال :على الفطرة -) : أي :السنة المستمرة، أو الإسلام الذي لم يدخله تبديل في أركانه ومتمماته، شك من الراوي (ما لم يؤخروا المغرب إلى أن تشتبك النجوم) : أي: تصير مشتبكة كالشبكة قاله ابن الملك .أي :يظهر جميعها ويختلط بعضها ببعض، وهذا يدل على أن لا كراهة بمجرد الطلوع، وقال الطيبي :أي تختلط لكثرة ما ظهر منها، وفي شرح السنة اختار أهل العلم من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

لہٰذا رمضان میں افطار کے بعد مغرب کی نماز اور جماعت اتنی تاخیر سے ادا کرنا کہ بھوک کا تقاضا جاتا رہے، اور نماز یکسوئی اور خشوع کے ساتھ ادا کی جاسکے، یہ شریعت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے، اسی پر عمل کرنا چاہئے، بشرطیکہ اتنی تاخیر نہ کی جائے کہ زمین پر خوب اندھیرا ہوجائے، اور آسمان پر چھوٹے بڑے ستارے خوب کثرت سے روشن اور نمایاں ہوجائیں۔ لے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الصحابة والتابعين ومن بعدهم تعجيل المغرب اهـ .وما وقع من تأخيره -عليه الصلاة والسلام -فى أحاديث صحيحة محمول على بيان الجواز .(رواه أبو داود) : وفى سنده محمد بن إسحاق صاحب المغازى، وصرح بالتحديث فحديثه صحيح، قاله ميرك (مرقاة المفاتيح ،ج ۲ ص ۵۳۴،۵۳۵، كتاب الصلاة، باب تعجيل الصلوات)

(لا تزال أمتى على الفطرة) أى السنة وفى رواية بخير (ما لم يؤخروا المغرب) أى صلاتها (إلى اشتباك النجوم) أى انضمام بعضها إلى بعض وظهورها كلها بحيث يختلط إنارة بعضها ببعض ويظهر صغارها من كبارها حتى لا يخفى منها شيئ وفيه رد على الشيعة فى تأخيرهم إلى ظهور النجوم وأن الوصال يحرم علينا شرعا لأن تأخير الفطر إذا كان ممنوعا فتركه بالكلية أشد منعا (حم د)(فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ۹۷۷۲)

قال رسولُ الله -عليه السلام " :-لا تزال أمّتى على الفِطرة ما لم يؤخروا المَغرب حتى تشتبك النجوم ." والمرادُ من الفطرة:السُّنَّة؛ كما فى قوله -عليه السلام " :-عشر من الفطرة ."قوله " :إلى أن تَشتبك النجُوم "أن :مَصدرية، والتقدير :إلى اشتباك النجوم .قال ابن الأثير " :اشتبكت النجوم أى :ظهرت جميعها واختلط بعضها ببعض لكثرة ما ظهر منها (شرح ابى داوٗد للعينى، ج۲، ص۲۸۵، كتاب الصلاة، بَاب :فِى وَقتِ المَغرب)

وقوله :إلى أن تشتبك النجوم ، فكلمة "أن "مصدرية والتقدير إلى أن اشتباك النجوم يقال اشتبك النجوم إذا ظهرت جميعها واختلط بعضها ببعض لكثرة ما ظهر منها، وجه التمسك أن التأخير لما كان سببا لزوال الخير كان التعجيل سببا لاستجلائه وكلمة ما فى المتن توقيت الفعل بمعنى المصدر إلى زمان تعجيلهم للمغرب (البناية شرح الهداية، ج۲، ص۴۵، باب تعجيل المغرب)

واشتباكها كثرتها (تبيين الحقائق ج ۱ ص ۸۴، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة)

وَالْمَغْرِبِ إلَى اشْتِبَاكِ النُّجُومِ يُكْرَهُ كَرَاهَةَ تَحْرِيمٍ (البحرالرائق، ج ۱، ص ۲۶۱، كتاب الصلاة)

لے (وَ) أَخَّرَ (الْمَغْرِبَ إلَى اشْتِبَاكِ النُّجُومِ) أَىْ كَثْرَتِهَا (كُرِهَ) أَىْ التَّأْخِيرُ لَا الْفِعْلُ لِأَنَّهُ مَأْمُورٌ بِهِ (تَحْرِيمًا) إلَّا بِعُذْرٍ كَسَفَرٍ، وَكَوْنِهِ عَلَى أَكْلٍ (الدرالمختار مع ردالمحتار)

(قَوْلُهُ :إلَى اشْتِبَاكِ النُّجُومِ) هُوَ الْأَصَحُّ .وَفِى رِوَايَةٍ لَا يُكْرَهُ مَا لَمْ يَغِبْ الشَّفَقُ بَحْرٌ أَىْ الشَّفَقُ الْأَحْمَرُ؛ لِأَنَّهُ وَقْتٌ مُخْتَلَفٌ فِيهِ فَيَقَعُ الشَّكُّ .وَفِى الْحِلْيَةِ بَعْدَ كَلَامٍ :وَالظَّاهِرُ أَنَّ السُّنَّةَ فِعْلُ الْمَغْرِبِ فَوْرًا وَبَعْدَهُ مُبَاحٌ إلَى اشْتِبَاكِ النُّجُومِ فَيُكْرَهُ بِلَا عُذْرٍ اهـ قُلْت أَىْ يُكْرَهُ تَحْرِيمًا،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ہمارا مشاہدہ وتجربہ ہے کہ عام حالات میں پندرہ بیس منٹ تک اعتدال کے ساتھ افطار کرکے نماز میں شمولیت آسان ہوتی ہے، ضرورت کے وقت اس میں کمی بیشی بھی کی جاسکتی ہے، بس اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اتنی تاخیر نہ ہو کہ چھوٹے بڑے ستارے خوب روشن ہوجائیں، اور زمین پر اندھیرا غالب آجائے، اور ستارے چمکنے یعنی خوب روشن ہونے کی کیفیت غروب کے کافی دیر بعد اور عشاء کا وقت شروع ہونے سے کچھ وقت پہلے پیدا ہوتی ہے، جس کا فلکی اعتبار سے اندازہ یہ ہے کہ سورج غروب ہونے سے لے کر عشاء کا وقت شروع ہونے تک جو وقت ہوتا ہے، اس کا دوتہائی وقت گزرنے کے بعد ہی یہ کیفیت

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ أَرَادَ الْمُبَاحَ مَا لَا يَمْنَعُ فَلَا يُنَافِي كَرَاهَةَ التَّنْزِيهِ وَيَأْتِي تَمَامُهُ قَرِيبًا .(قَوْلُهُ :أَيْ كَثْرَتِهَا) قَالَ فِي الْحِلْيَةِ :وَاشْتِبَاكُهَا أَنْ يَظْهَرَ صِغَارُهَا وَكِبَارُهَا حَتَّى لَا يَخْفَى مِنْهَا شَيْءٌ، فَهُوَ عِبَارَةٌ عَنْ كَثْرَتِهَا وَانْضِمَامِ بَعْضِهَا إلَى بَعْضٍ .اهـ.(قَوْلُهُ :كُرِهَ) يَرْجِعُ إلَى الْمَسَائِلِ الثَّلَاثَةِ قَبْلَهُ ط.قَوْلُهُ :أَيْ التَّأْخِيرُ لَا الْفِعْلُ) فِيهِ كَلَامٌ يَأْتِي .(قَوْلُهُ :تَحْرِيمًا) كَذَا فِي الْبَحْرِ عَنْ الْقُنْيَةِ، لَكِنْ فِي الْحِلْيَةِ أَنَّ كَلَامَ الطَّحَاوِيِّ يُشِيرُ إلَى أَنَّ الْكَرَاهَةَ فِي تَأْخِيرِ الْعِشَاءِ تَنْزِيهِيًّا وَهُوَ الْأَظْهَرُ .اهـ.(قَوْلُهُ :إلَّا بِعُذْرٍ إلَخْ) ظَاهِرُهُ رُجُوعُهُ إلَى الثَّلَاثَةِ أَيْضًا لَكِنْ ذُكِرَ فِي الْإِمْدَادِ فِي تَأْخِيرِ الْعَصْرِ إلَى الِاصْفِرَارِ عَنْ الْمِعْرَاجِ أَنَّهُ لَا يُبَاحُ التَّأْخِيرُ لِمَرَضٍ أَوْ سَفَرٍ اهـ وَمِثْلُهُ فِي الْحِلْيَةِ وَاقْتَصَرَ فِي الْإِمْدَادِ وَغَيْرِهِ عَلَى ذِكْرِهِ الِاسْتِثْنَاءَ فِي الْمَغْرِبِ، وَعِبَارَتُهُ إلَّا مِنْ عُذْرٍ كَسَفَرٍ وَمَرَضٍ وَحُضُورِ مَائِدَةٍ أَوْ غَيْمٍ. اهـ .قُلْت وَيَنْبَغِي عَدَمُ الْكَرَاهَةِ فِي تَأْخِيرِ الْعِشَاءِ لِمَنْ هُوَ فِي رَكْبِ الْحُجَّاجِ، ثُمَّ إنَّ لِلْمُسَافِرِ وَالْمَرِيضِ تَأْخِيرَ الْمَغْرِبِ لِلْجَمْعِ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ فِعْلًا كَمَا فِي الْحِلْيَةِ وَغَيْرِهَا :أَيْ بِأَنْ تُصَلَّى فِي آخِرِ وَقْتِهَا وَالْعِشَاءُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا، وَهُوَ مَحْمَلُ مَا رُوِيَ مِنْ جَمْعِهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- بَيْنَهُمَا سَفَرًا كَمَا سَيَأْتِي .(قَوْلُهُ :وَكَوْنِهِ عَلَى أَكْلٍ) أَيْ لِكَرَاهَةِ الصَّلَاةِ مَعَ حُضُورِ طَعَامٍ تَمِيلُ إلَيْهِ نَفْسُهُ وَلِحَدِيثِ إذَا أُقِيمَتْ الصَّلَاةُ وَحَضَرَ الْعِشَاءُ فَابْدَءُوا بِالْعِشَاءِ) رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۶۸، ۳۶۹، کتاب الصلاۃ)

علامہ شامی رحمہ اللہ کی عبارت سے معلوم ہوا کہ اشتباکِ نجوم تک کی تاخیر کے بارے میں ایک قول تحریمی ہونے کا ہے، لیکن راجح تنزیہی ہونا ہے، اور ایک غیر اصح قول کے مطابق شفقِ احمر کے غروب تک کراہت نہیں ہے۔

احسن الفتاویٰ میں ہے کہ:

رمضان میں اگر بھوک لگی ہو اور کھانا تیار ہو تو پندرہ بیس منٹ تک تاخیر میں کوئی مضائقہ نہیں، اس لئے کہ یہ تاخیر زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے، اور بھوک کی حالت میں کھانے کی موجودگی میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا کھانے سے فارغ ہوکر اطمینان اور فراغِ قلب کے ساتھ نماز پڑھنا چاہئے (احسن الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۳۸)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

پیدا ہوتی ہے۔ [1]

[1] مختلف علاقوں اور موسموں کے لحاظ سے مذکورہ کیفیت یا بالفاظِ دیگر اشتباکِ نجوم کے اوقات مختلف ہوسکتے ہیں، نیز آب وہوا اور فضاء کے مکدّر، ابر آلود اور صاف ہونے کے اعتبار سے بھی فرق ہوسکتا ہے۔ تاہم اگر فلکی لحاظ سے یہ بات محقق ہوجائے کہ معتدل حالات میں سورج کے کتنی ڈگری نیچے چلے جانے کے بعد اشتباکِ نجوم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، تو پھر مختلف علاقوں کے اعتبار سے متعین اوقات کی تخریج کرکے اس کی تحدید وتعیین بھی ممکن ہے۔

اور آج کل شہروں میں آبادی اور مصنوعی روشنیوں کی کثرت اور آسمان کے مناظر دیکھنے میں مشکلات کے باعث اس کی فلکی تحقیق کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

اسی ضرورت کے لئے ہم نے اس پر غور کیا، تو ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ فلکی اعتبار سے سورج غروب ہونے کے بعد اس کے افق سے 6 ڈگری نیچے چلے جانے تک کی روشنی کو سول ٹیولائٹ (Civil Twilight) کہا جاتا ہے، اس روشنی میں شہری ماحول اور آبادی میں اخبار پڑھنا ممکن ہوتا ہے (جس کا مطلب یہ ہے کہ 6 ڈگری تک اندھیرا زیادہ نہیں ہوتا) اور 6 ڈگری کے بعد سے لے کر 12 ڈگری نیچے جانے تک کی روشنی کو ناٹیکل ٹیولائٹ (Nautical Twilight) کہا جاتا ہے، اس وقت میں سمندری راستوں پر سفر کرنے والوں کو معروف اور واضح ستارے نظر آنے لگتے ہیں (اور سمندری راستوں کی قید سے مصنوعی روشنیوں اور آبادی کی آلودگیوں سے احتراز مقصود ہے، کیونکہ فضا کی آلودگی اور مصنوعی روشنیاں ستاروں کے نظر آنے میں مانع ہوتی ہیں) اور 12 ڈگری سے لے کر 18 ڈگری تک کی روشنی کو آسٹرونومیکل ٹیولائٹ (Astronomical Twilight) کہا جاتا ہے، جس کے بعد رات کا اندھیرا اتنا گہرا ہوجاتا ہے، کہ اب مزید گہرا نہیں ہوسکتا (اور ہماری تحقیق کے مطابق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اسی وقت سے عشاء کے وقت کا آغاز ہوتا ہے، اور اس سے پہلے پہلے مغرب کا ادا وقت ہوتا ہے)

اس تفصیل کے پیشِ نظر اشتباکِ نجوم اور چھوٹے بڑے ستارے خوب نظر آنے کی کیفیت 12 ڈگری سے 18 ڈگری کے درمیان ہوتی ہے، کیونکہ 12 ڈگری تک اگر کوئی مانع نہ ہو، تو صرف تیز چمکنے والے ستارے ہی واضح نظر آتے ہیں، جبکہ فقہائے کرام کی تصریح کے مطابق اشتباکِ نجوم چھوٹے اور بڑے ستاروں کے واضح نظر آنے کا وقت ہے، لہٰذا اگر سورج غروب ہونے سے لے کر 18 ڈگری کے مطابق درمیانی وقت کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے، تو دو تہائی حصہ گزرنے کے کچھ وقت بعد اشتباکِ نجوم کی مذکورہ کیفیت پیدا ہوتی ہے، چنانچہ اگر مثلاً سورج غروب ہونے سے لے کر 18 ڈگری کے مطابق وقت ڈیڑھ گھنٹہ پر مشتمل ہو، تو غروبِ آفتاب کے ایک گھنٹہ گزرنے کے کچھ دیر بعد ہی اشتباکِ نجوم کی مذکورہ کیفیت پیدا ہوگی، اس سے پہلے نہیں، پس 12 ڈگری یا اس کے کچھ بعد تک مغرب کی نماز سے فراغت حاصل کرلینے میں کراہت نہ ہوگی، صرف استحباب کے خلاف ہوگا، اور افطار کی ضرورت کے لئے اتنی تاخیر میں حرج نہیں۔

اگر اس پر شبہ کیا جائے کہ یہ تو طویل وقت ہے، اور تعجیل کے منافی ہے، تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ تعجیل مستحب ہے، اور یہاں بحث اُس وقت سے متعلق ہے، جو کراہت کو مستلزم ہو، جو کہ اشتباکِ نجوم کا وقت ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ مغرب اور عشاء کے درمیان مغرب کا ادا وقت ہے، لہٰذا اگر اس کے اکثر وقت کو کراہت میں داخل مانا جائے، تو اس میں حرجِ عظیم ہے، اور شریعت کے پیشِ نظر نمازوں کے اوقات میں جو یُسر وسہولت اور وسعت رکھی گئی ہے، اس مقصود کو فوت کردینا ہے۔

لہٰذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ مکروہ وقت، غیر مکروہ وقت کے مقابلہ میں اقل ہونا چاہئے، جیسا کہ عصر کی نماز کے وقت کا معاملہ ہے۔

مذکورہ تحقیق ہمارے شرح صدر اور اطمینان پر مبنی ہے، اگر کسی صاحبِ علم وفن کو اس پر اطمینان نہ ہو، تو وہ خود تحقیق فرمالیں۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

بسلسلہ:ارکانِ اسلام

مناسکِ حج کے فضائل واحکام

حج کے اعمال ومناسک کے فضائل واحکام سے متعلق مفصَّل ومدلَّل کتاب

حج کی فرضیت، حج کی فضیلت، حج کی حکمت، حج کی قسمیں وصورتیں، عمرہ کا طریقہ، حج کا طریقہ، احرام، منیٰ، عرفات، مزدلفہ، رَمی، طواف اور سعی وغیرہ کے مفصل ومدلل فضائل واحکام، حرمین شریفین سے متعلق متفرق فضائل واحکام، حج وعمرہ سے متعلق احادیث اور دعاؤں کی اسنادی وشرعی حیثیت، قرآن وسنت اور اہلُ السنۃ والجماعۃ کے چاروں فقہی مسالک کی روشنی میں باحوالہ بحثیں، جدید حالات کے تناظر میں مشکل اور پیچیدہ مسائل کا حل

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پاکستان

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075300

مقالات و مضامین

مفتی محمد رضوان

عید کے دن کے مختصر مسنون و مستحب اعمال

عید کا دن چونکہ عبادت اور خوشی کے مجموعے کا دن ہے، اس لیے شریعت کی طرف سے اس دن ایسے کام عبادت قرار دیے گئے ہیں جو ان دونوں عناصر کو شامل ہوں؛ یعنی ان میں عبادت کا پہلو بھی ہو، اور خوشی و مسرت کا پہلو بھی ہو۔ چنانچہ احادیث و روایات سے چند اعمال کا سنت و مستحب ہونا معلوم ہوتا ہے، جن کا خلاصہ یہ ہے:

(۱)......عید کی رات میں حسبِ توفیق نفلی عبادت و ذکر کرنا، اور بطورِ خاص گناہوں سے بچنا (۲)......عید کے دن صبح کو سویرے اُٹھنا، اور فجر کی نماز اپنے وقت پر ادا کرنا، اور مرد حضرات کو فجر کی نماز مسجد میں با جماعت پڑھنا (۳)......شریعت کے موافق طہارت و نظافت اور صفائی ستھرائی اور زیب و زینت اختیار کرنا (۴)...... خوب اہتمام کے ساتھ میل کچیل دور کر کے غسل کرنا (۵)......خاص اہتمام کے ساتھ مرد و عورت سب کو مسواک کرنا (۶)...... فاضل (یعنی زیرِ ناف و بغلوں اور مونچھوں کے) بال اور ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے ناخن وغیرہ کاٹنا (۷)...... پاک وصاف عمدہ لباس جو میسر ہو پہننا (۸)......خوشبو لگانا (مگر خواتین تیز خوشبو لگانے سے پرہیز کریں) (۹)......صدقۂ فطر ادا نہ کیا ہو، تو عید کی نماز سے پہلے پہلے ادا کر دینا (۱۰)......عید کی نماز کے لئے جلدی پہنچنا (۱۱)......کوئی عذر نہ ہو تو عید کی نماز ادا کرنے کے لیے پیدل جانا (۱۲)......کوئی عذر نہ ہو تو عید کی نماز، عید گاہ میں ادا کرنا (۱۳)......عید کی نماز کے لیے جاتے ہوئے راستے میں تکبیر کہنا، اور تکبیر ان الفاظ میں کہنا بہتر ہے:

"اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ"

(۱۴)......عید الفطر کی نماز کے لئے جانے سے پہلے کچھ کھا لینا (۱۵)...... جس راستہ سے عید کی نماز کے لئے جائیں اس کے علاوہ سے واپس آنا (۱۶)......اپنی وسعت و حیثیت کے مطابق صحیح مستحقین و مساکین کو صدقہ کرنا (۱۷)......حسب حیثیت اپنے اہل و عیال اور گھر والوں کی ضروریات (لباس، اور کھانے پینے وغیرہ) میں وسعت و فراخی کرنا (۱۸)......گھر والوں، عزیزوں اور دوستوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا۔

(تفصیلی دلائل اور حوالہ جات کے لئے "شوال اور عید الفطر کے فضائل و احکام" ملاحظہ فرمائیں)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

مقالات ومضامین

مولانا محمد ناصر

مصافحہ کے فضائل وآداب

احادیث میں ملاقات کے وقت مصافحہ کرنے کی ترغیب اور اس کے کئی فضائل وفوائد بیان ہوئے ہیں، اور مصافحہ کا عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ:

أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ :نَعَمْ

(بخاری، رقم الحدیث ۶۲۶۳، کتاب الاستئذان، باب المصافحة)

ترجمہ: کیا مصافحہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں تھا؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جی ہاں (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ مصافحہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں رائج تھا۔

اور بعض روایات میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے مصافحہ فرماتے تھے، تو اپنا ہاتھ اس وقت تک نہ کھینچتے تھے، جب تک دوسرا آدمی اپنا ہاتھ نہ کھینچ لیتا تھا۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَصَافَحَهُ لَا يَنْزِعُ يَدَهُ مِنْ يَدِهِ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ الَّذِي يَنْزِعُ (ترمذی، رقم الحدیث ۲۴۹۰، الزھد والرقائق لابن المبارک، رقم الحدیث ۳۹۱، وقال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

ترجمہ: جب کوئی آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مصافحہ کرتے تو اس وقت تک اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہ کھینچتے جب تک وہ آدمی (اپنا ہاتھ) نہ کھینچ لیتا (ترمذی)

اس طرح کا مضمون حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [۱]

---

[۱] عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ أَتَى رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075330

بعض احادیث میں مصافحہ کا وقت ملاقات کی ابتداء قرار دیا گیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقٰى أَخَاهُ أَوْ صَدِيْقَهُ أَيَنْحَنِى لَهُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَفَيَلْتَزِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَفَيَأْخُذُ بِيَدِهٖ وَيُصَافِحُهُ؟ قَالَ: نَعَمْ

(ترمذی، رقم الحدیث ۲۷۲۸، ابواب الاستئذان والآداب، باب ماجاء المصافحة)[1]

ترجمہ: ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کرتا ہے، کیا وہ اس کے لئے جھکے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، اس نے عرض کیا کہ کیا اس سے چمٹے گا (یعنی معانقہ کرے گا) اور اس کو بوسہ دے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، اس نے عرض کیا کہ کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں (ترمذی)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَيَنْحَنِى بَعْضُنَا لِبَعْضٍ؟ قَالَ: لَا. قُلْنَا أَيُعَانِقُ بَعْضُنَا بَعْضًا؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ تَصَافَحُوْا (ابنِ ماجة، رقم الحدیث ۳۷۰۲، کتاب الادب، باب فی المصافحة)

ترجمہ: ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم میں سے کوئی (ملاقات کے وقت) دوسرے کے لئے جھکے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، ہم نے عرض کیا کہ کیا ہم میں سے کوئی (ملاقات کے وقت) دوسرے سے معانقہ کرے گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ تم مصافحہ کرو (ابن ماجہ)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَافَحَهُ فَلَمْ يَنْزِعْ يَدَهُ مِنْ يَدِ الرَّجُلِ حَتّٰى انْتَزَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا عُثْمَانُ؟ قَالَ: ذَاكَ امْرُؤٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۳۴۹۵، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۳۰۰)

قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الاوسط والكبير، واسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۴۵۳۰، باب جامع فی فضله وبشارته بالجنة)

[1] قال الترمذی: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

Idara Ghufran

اس سے معلوم ہوا کہ ملاقات کے وقت سلام اور مصافحہ کرنا چاہئے، اور صرف ملاقات ہونے پر معانقہ نہیں کرنا چاہئے۔ [1]

بعض احادیث میں مصافحہ کو سلام مکمل کرنے والی چیز قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مِنْ تَمَامِ التَّحِيَّةِ أَنْ تُصَافِحَ أَخَاكَ (الادب المفرد للبخارى، رقم الحديث ۹۶۸، باب المصافحة، الترغيب لابن شاهين، رقم الحديث ۴۳۰) [2]

ترجمہ: آپ کا اپنے بھائی سے مصافحہ کرنا سلام کو مکمل کرنے کی چیز ہے (ادبُ المفرد، ترغیب ابن شاہین)

اس طرح کا مضمون اور بھی سندوں سے مروی ہے۔ [3]

---

[1] (وعن أنس -رضى الله عنه- قال: قال رجل: يا رسول الله! الرجل منا) أى: من المسلمين، أو من العرب (يلقى أخاه) أى: المسلم أو أحدا من قومه، فإنه يقال له أخو العرب (أو صديقه) أى: حبيبه وهو أخص مما قبله (أينحنى له؟): من الانحناء، وهو إمالة الرأس والظهر تواضعا وخدمة (قال: لا) أى: فإنه فى معنى الركوع، وهو كالسجود من عبادة الله سبحانه (قال: أفيلتزمه) أى: يعتنقه ويقبله (قال: لا): استدل بهذا الحديث من كره المعانقة والتقبيل، وقيل: لا يكره التقبيل لزهد، وعلم، وكبر سن، قال النووى: تقبيل يد الغير إن كان لعلمه وصيانته وزهده وديانته، ونحو ذلك من الأمور الدينية لم يكره، بل يستحب، وإن كان لغناه أو جاهه فى دنياه كره وقيل حرام. اهـ.

وقيل: الحرام ما كان على وجه التملق والتعظيم، وأما المأذون فيه فعند التوديع والقدوم من السفر وطول العهد بالصاحب، وشدة الحب فى الله مع أمن النفس، وقيل: لا يقبل الفم، بل اليد والجبهة. وفى شرح مسلم للنووى: حتى الظهر مكروه للحديث الصحيح فى النهى عنه، ولا تعتبر كثرة من يفعله ممن ينسب إلى علم وصلاح. المعانقة وتقبيل الوجه لغير القادم من سفر ونحوه مكروهان. صرح به البغوى وغيره للحديث الصحيح فى النهى عنهما كراهة تنزيه. (قال: أفيأخذ بيده ويصافحه؟): عطف تفسير أو الثانى أخص وأتم (قال: نعم، رواه الترمذى) (مرقاة، ج۷، ص ۲۹۶۵، كتاب الآداب، باب المصافحة والمعانقة)

[2] فى حاشية مسند احمد: اسناده قوى (تحت رقم الحديث ۲۲۲۳۶)

[3] عن أبى هريرة، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: تمام تحياتكم بينكم المصافحة (مكارم الاخلاق للخرائطى، رقم الحديث ۸۵۱)

عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِى أُمَامَةَ، وَعَنْ وَاثِلَةَ، قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ تَمَامِ التَّحِيَّةِ الْأَخْذُ بِالْيَمِينِ (مسند الرويانى، رقم الحديث ۱۲۶۱)

عن ابن مسعود، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: من تمام التحية الأخذ باليد (ترمذى، رقم الحديث ۲۷۳۰)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075330

اس سے معلوم ہوا کہ مصافحہ سلام کو مکمل کرنے کا عمل ہے، اس لئے زبان سے سلام کرنے کے بعد مصافحہ کرنا چاہئے، اور زبان سے سلام کیے بغیر صرف مصافحہ کر لینا کافی نہیں۔ [۱]

کئی احادیث میں مصافحہ کے عظیم الشان فضائل وفوائد بیان ہوئے ہیں۔

چنانچہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا (ترمذی، رقم الحديث ۲۷۲۷، باب ما جاء فی المصافحة، ابو داؤد، رقم الحديث ۵۲۱۲، مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۵۴۷) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بھی دو مسلمانوں کی آپس میں ملاقات ہوتی ہے، اور وہ ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں، تو اُن کے علیحدہ ہونے سے پہلے اُن کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (ترمذی)

اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا لَقِيَ الْمُؤْمِنَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، وَأَخَذَ بِيَدِهِ، فَصَافَحَهُ، تَنَاثَرَتْ خَطَايَاهُمَا، كَمَا يَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۲۴۵) [۳]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب ایک مؤمن دوسرے مؤمن سے ملتے ہوئے اُسے سلام

---

[۱] عَنْ سَهْلٍ الْفَزَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جُنْدُبٍ، قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِذَا لَقِيَ أَصْحَابَهُ لَمْ يُصَافِحْهُمْ حَتَّى يُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۷۲۱، معرفة الصحابه لابی نعيم، رقم الحديث ۶۷۳۰)

قال الهيثمی: رواه الطبرانی وفيه من لم اعرفهم (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۲۷۶۳، باب المصافحة والسلام ونحو ذلک)

[۲] فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

[۳] قال المنذری: رواه الطبرانی فی الأوسط ورواته لا أعلم فيهم مجروحا (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۴۱۱۵، الترغيب فی المصافحة والترهيب من الإشارة فی السلام وما جاء فی السلام على الكفار)

وقال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط، ويعقوب بن محمد بن الطحلاء، روى عنه غير واحد ولم يضعفه أحد، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۲۷۶۶، باب المصافحة والسلام ونحو ذلک)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

کرتا ہے، اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُس سے مصافحہ کرتا ہے، تو اُن دونوں کی خطائیں اس طرح جھڑ جاتی ہیں، جس طرح درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں (طبرانی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ " :مَا مِنْ مُسْلِمَیْنِ الْتَقَیَا، فَأَخَذَ أَحَدُھُمَا بِیَدِ صَاحِبِہِ، إِلَّا کَانَ حَقًّا عَلَی اللہِ أَنْ یَحْضُرَ دُعَاءَ ھُمَا، وَلَا یُفَرِّقَ بَیْنَ أَیْدِیھِمَا حَتّٰی یَغْفِرَ لَھُمَا (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۲۴۵۱، واللفظ لہٗ؛ شعب الایمان، رقم الحدیث ۸۵۴۵؛ مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۴۱۳۹) [1]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو بھی دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں، اور اُن میں سے ایک اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑ (کر مصافحہ کر) تا ہے، تو اللہ پر حق ہے کہ اُن دونوں کی دعا قبول فرمائیں، اور اُن کے ہاتھ جدا ہونے سے پہلے اُن دونوں کی بخشش فرمادیں (مسند احمد، بیہقی، ابویعلیٰ)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مصافحہ کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں، اور دعاء قبول ہوتی ہے۔

حضرت مسلم بن عبداللہ خراسانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :تَصَافَحُوا یَذْھَبِ الْغِلُّ، وَتَھَادَوْا تَحَابُّوا، وَتَذْھَبِ الشَّحْنَاءُ (موطاء مالک، رقم الحدیث ۱۶) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دوسرے سے مصافحہ کرو، کینہ دُور ہوگا، اور ایک دوسرے کو ہدیہ کرو، آپس میں محبت ہوگی اور دشمنی دُور ہوگی (موطا)

مذکورہ احادیث سے مصافحہ کا مسنون ہونا معلوم ہوا، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مصافحہ ملاقات کی ابتداء میں سنت ہے، لیکن مصافحہ کے ساتھ زبان سے سلام بھی کرنا چاہئے۔

---

[1] فی حاشیۃ مسند احمد: صحیح لغیرہ، وھذا إسناد حسن.

وقال الھیثمی: رواہ أحمد والبزار وأبو یعلی إلا أنہ قال: "کان حقا علی اللہ أن یجیب دعاء ھما، ولا یرد أیدیھما حتی یغفر لھما." ورجال أحمد رجال الصحیح غیر میمون بن عجلان، وثقہ ابن حبان ولم یضعفہ أحد (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۲۷۶۴، باب المصافحۃ والسلام ونحو ذلک)

[2] قال السخاوی: وھو حدیث جید (المقاصد الحسنۃ، تحت رقم الحدیث ۳۵۲، حرف التاء المثناۃ)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

اورجس طرح مَردوں کے لئے آپس میں ملاقات کے وقت سلام کے ساتھ مصافحہ کرنا سنت ہے،اسی طرح عورتوں کے لئے بھی آپس میں ملاقات کے وقت سلام کے ساتھ مصافحہ کرنا سنت ہے۔ ۱

لیکن اجنبی مَرد کو اجنبی عورت کے ساتھ مصافحہ نہیں کرنا چاہئے،اسی طرح مسلمان کو کافر کے ساتھ مصافحہ کرنے سے بھی بچنا چاہئے۔ ۲

نیز حنفیہ کے نزدیک دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا مسنون ہے،جو ادب اور سنت کے زیادہ قریب ہے۔ ۳

---

۱ فهـذه الأحاديث وغيرها عامة فى كل مسلمين يلتقيان، وتشمل بعمومها المرأة تلاقى المرأة فتصافحها ، ولأنـه يـحل لها أن تنظر وتمس من المرأة ما يحل للرجل أن ينظر إليه ويمسه من الرجل، وهو سائر الجسد سـوى مـا بيـن السرة والركبة، لأن ذلك ليس فيه خوف الشهوة، حتى لو خيفت الشهوة كان ذلك محرما (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۷، ص۳۵۸، مادة "مصافحة")

۲ والـلـه مـا مست يد رسول الله صلى الله عليه وسلم يد امرأة قط، غير أنه يبايعهن بالكلام (مسلم، رقم الحديث ۱۸۶۶"۸۸")

عَنْ أَبِـى هُرَيْرَةَ قَالَ :قَـالَ رَسُولُ الـلّٰـهِ صَـلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا تُـصَـافِحُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى (المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ۷۳۰۰)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الأوسط، وفيه سفيان بن وكيع وهو ضعيف (مجمع الزوائد، ۱۲۷۹۶)

عـن الحسن ، أنه كان يكره أن يصافح المسلم اليهودى ، والنصرانى (مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ۲۶۲۴۰، فى مصافحة المشرك)

عـن عـطـاء ، قال :سـألتـه عـن مـصـافـحة الـمـجـوسى فكره ذلك (مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ۲۶۲۴۲، فى مصافحة المشرك)

وأمـا مـصـافـحة الـرجـل للمرأة الأجنبية الشابة فقد ذهب الحنفية والمالكية والشافعية والحنابلة فى الرواية الـمـختارة، وابن تيمية إلى تحريمها، وقيد الحنفية التحريم بأن تكون الشابة مشتهاة، وقال الحنابلة :وسواء أكانت من وراء حائل كثوب ونحوه أم لا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۷، ص۳۵۹، مادة "مصافحة")

ذهـب الـحـنفية والحنابلة إلى القول بكراهة مصافحة المسلم للكافر إلا أن الحنفية استثنوا مصافحة المسلم جاره النصرانى إذا رجع بعد الغيبة وكان يتأذى بترك المصافحة ، وأما الحنابلة فقد أطلقوا القول بالكراهة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۷، ص۳۵۹، مادة "مصافحة"، مصافحة الكافر)

۳ واختـلـفوا فى كون المصافحة المستحبة بكلتا اليدين أم بيد واحدة، فذهب الحنفية وبعض المالكية إلـى أن السـنـة فـى الـمـصافحة أن تكون بكلتا اليدين، وذلـك بأن يلصق كل من المتصافحين بطن كف يمينه بـطـن كف يمين الآخر، ويجعل بطن كف يساره على ظهر كف يمين الآخر، واستدلوا بأن هذا هو المعروف عـن الـصـحـابة والتابعين، .... وذهب آخرون إلى أن كيفية المصافحة المشروعة لا تتعدى المعنى الذى تدل عليه فى اللغة، ويتحقق بمجرد إلصاق صفح الكف بالكف.

واستدل لهذا الرأى بقول عبيد الله بن بسر رضى الله عنه :ترون كفى هذه، فأشهد أننى وضعتها على كف

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075 30

اسی طرح مصافحہ کے آداب میں یہ بھی شامل ہے کہ مصافحہ کرنے کے بعد جلدی سے ہاتھ کھینچنے کے بجائے اگر عذر نہ ہوتو کچھ دیر توقف کیا جائے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے، اور اپنا یا دوسرے کا جلدی میں ہونا بھی عذر میں داخل ہے۔ ۱

اور مصافحہ کے بعد اپنا یا دوسرے کا ہاتھ چومنا مصافحہ کی سنت میں شامل نہیں، اس لئے سنت کے مطابق مصافحہ اختیار کرنا چاہئے۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ محمد صلى الله عليه وسلم . وذكر الحديث (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۷، ص ۳۶۳، ۳۶۴، مادة "مصافحة"، كيفية المصافحة المستحبة وآدابها)

وَتَجُوزُ الْمُصَافَحَةُ وَالسُّنَّةُ فِيهَا أَنْ يَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى يَدَيْهِ مِنْ غَيْرِ حَائِلٍ مِنْ ثَوْبٍ أَوْ غَيْرِهِ كَذَا فِي خِزَانَةِ الْمُفْتِينَ وَاَللَّهُ أَعْلَمُ (الفتاوىٰ الهندية، ج۵، ص ۳۶۹، كتاب الكراهية، الْبَابُ الثَّامِنُ وَالْعِشْرُونَ)

(المصافحة) وهي وضع أحد المتلاقين يده على باطن كف الآخر إلى الفراغ من السلام (الفواكه الدوانى، ج۲، ص ۳۲۵، باب فى السلام، صفة السلام)

۱ يستحب أن تدوم ملازمة الكفين فيها قدر ما يفرغ من الكلام والسلام والسؤال عن الغرض، ويكره نزع المصافح يده من يد الذى يصافحه سريعا لما روى عن أنس رضى الله عنه قال: ما رأيت رجلا التقم أذن رسول الله صلى الله عليه وسلم فينحى رأسه حتى يكون الرجل هو ينحى رأسه، وما رأيت رجلا أخذ بيده فترك يده حتى يكون الرجل هو الذى يدع يده .... وقال بعض الحنابلة: يكره للمصافح أن ينزع يده من يد من يصافحه قبل نزعه هو إلا مع حياء أو مضرة التأخير، وقصر بعضهم كراهة السبق بالنزع على غير المبادر بالمصافحة حتى ينزعها ذلك المبادر، وقال ابن تيمية: الضابط أن من غلب على ظنه أن الآخر سينزع أمسك وإلا فلو استحب الإمساك لكل منهما أفضى إلى دوام المعاقدة، ثم استحسن قول من جعل النزع للمبتدء بالمصافحة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۷، ص ۳۶۵، مادة "مصافحة"، كيفية المصافحة المستحبة وآدابها)

۲ صفة المصافحة أن يلصق كل واحد منهما راحته براحة الآخر، ولا يشد ولا يقبل أحدهما يده ولا يد الآخر، فذلك مكروه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۷، ص ۳۶۵، مادة "مصافحة"، كيفية المصافحة المستحبة وآدابها)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

بسلسلہ: تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ رجب: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

r ...... ماہِ رجب ۵۵۳ھ: میں سلطان ابوالعباس احمد بن مستضی بامراللہ کی ولادت ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء، ج۲۲ ص۱۹۳)

r ...... ماہِ رجب ۵۵۵ھ: میں مشہور مؤرخ حضرت ابوالقاسم ثقۃ الدین دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابنِ عساکر کے نام سے مشہور تھے۔

(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۵۷۰، تذکرۃ الحفاظ، ج۲ ص۸۲، طبقات الحفاظ ج۱ ص۴۷۷)

r ...... ماہِ رجب ۵۵۵ھ: میں سلطان خسروشاہ بن بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم بن مسعود بن سلطان محمود بن سبکتگین کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۳۸۹)

r ...... ماہِ رجب ۵۵۶ھ: میں حضرت ابوالندی حسان بن تمیم بن نصر دمشقی زیات رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۳۹۷)

r ...... ماہِ رجب ۵۵۸ھ: میں حضرت ابومنصور شہردار بن شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرہ دیلمی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۳۷۶)

r ...... ماہِ رجب ۵۶۰ھ: میں حضرت ابوالفتح مبارک بن ابوالفرج محمد بن عبداللہ بن ہبۃ اللہ بن مظفر بغدادی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص۱۲۹)

r ...... ماہِ رجب ۵۶۰ھ: میں حضرت ابوالمعمر خزیفہ عبداللہ بن سعد بن حسین بغدادی عطار وزان رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۴۳۹)

r ...... ماہِ رجب ۵۶۲ھ: میں حضرت ابوالفرج مسعود بن حسن ثقفی اصبہانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۴۷۱)

r ...... ماہِ رجب ۵۶۴ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عبدالملک بن عبدالحمید فارقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۵۰۱)

r ...... ماہِ رجب ۵۶۴ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن محمد بن علی بن ہذیل بلنسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۵۰۷)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

r ......ماہِ رجب ۵۷۴ھ: میں حضرت ابوالطاہر اسماعیل بن ظفر بن احمد منذری رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص ۸۱)

r ......ماہِ رجب ۵۷۵ھ: میں حضرت ابوہاشم عیسیٰ بن احمد ہاشمی دوشابی عباسی بغدادی ہراس رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۸۴)

r ......ماہِ رجب ۵۷۶ھ: میں حضرت ابوالمعالی عبداللہ بن محدث عبدالرحمٰن بن احمد بن علی بن صابر سلمی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۹۳)

r ......ماہِ رجب ۵۷۷ھ: میں سلطان ابوالفتوح اسماعیل بن نورالدین محمود بن اتا بک کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۱۱۱)

r ......ماہِ رجب ۵۷۹ھ: میں حضرت ابوالفتح عبداللہ بن احمد بن ابوالفتح محمد بن احمد قاسمی اصبہانی خرقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۹۱)

r ......ماہِ رجب ۵۸۰ھ: میں سلطان ابویعقوب یوسف بن عبدالمومن بن علی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۱۰۲)

r ......ماہِ رجب ۵۸۱ھ: میں حضرت ابوالفتح عبیداللہ بن عبداللہ بن محمد بن نجا بن شاتیل بغدادی دباس رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۱۱۸)

r ......ماہِ رجب ۵۸۶ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابوالطیب سعید بن احمد بن سعید بن عبدالبر بن مجاہد بن زرقون انصاری اندلسی اشبیلی مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۱۴۸)

r ......ماہِ رجب ۵۹۱ھ: میں حضرت ابوالقاسم ذاکر بن کامل بن ابی غالب محمد بن حسین بغدادی خفاف رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۲۵۱)

Idara Ghufran

تذکرۂ اولیاء (باپو کے چرنوں میں) **مفتی محمد امجد حسین**

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حیاتِ لطیف الامت (قسط ۴)

متفرق واقعات

فریضۂ حج کی ادائیگی

۱۴۰۵ھ بمطابق 1985ء میں آپ نے بفضل ایزدی حج ادا کیا، آپ کے صاحبزادے قاری اشفاق احمد صاحب جو سعودیہ میں تھے، انہوں نے وہیں سے آپ کے لئے حج کا انتظام اور داخلہ کیا، مجھے یاد پڑتا ہے، اس زمانے میں حج کے اخراجات پاکستانی کرنسی میں 25000 (پچیس ہزار) کے لگ بھگ تھے۔

اسی سال بندہ کے نانا مولوی جمعہ خان مرحوم اور دیگر کئی اعزہ نے بھی فریضۂ حج ادا کیا تھا۔

حج کے بعد آپ کی عبادت اور رجوع وانابت الی اللہ میں مزید اضافہ ہوا۔

سکول سے ریٹائرمنٹ

15 نومبر 1979 کو آپ ساٹھ سالہ بنیاد پر (کیونکہ شناختی کارڈ میں سن پیدائش 15 نومبر 1919 لکھا ہے) گورنمنٹ ہائی سکول سمن آباد فیصل آباد سے ریٹائر ہوئے۔

(ریٹائرمنٹ پر اس وقت گریجویٹی 24 ہزار روپے ملی، اور پنشن 147 روپے مقرر ہوئی، یہ نصف پنشن تھی، نصف پنشن کی آپ نے دس سال کے لئے پیشگی رقم لے لی تھی، گریجویٹی اور یہ ایڈوانس پنشن ملا کر آپ نے صنعتی یونٹ خریدنے کے لئے سرمایہ فراہم کیا تھا)

کپڑے کی صنعت سے وابستگی

غالباً 1980ء میں ایک صنعت کار دوست چوہدری محمد گل صاحب سے 4 عدد کپڑا بنانے والی پرانی لُومیں (مشینیں) بعوض 40 ہزار روپے خرید کر صنعتی یونٹ لگایا، صنعتی یونٹ لگانے کے اس معاملے میں ایک دوست حاجی محمد صدیق صاحب مرحوم بھی شراکت دار تھے، 10 ہزار روپے سرمایہ انہوں نے لگایا تھا، صنعتی یونٹ چالو ہونے پر ایک کمپنی کے ساتھ معاہدہ ہوا، جو کھدر کا کپڑا ایکسپورٹ کرتی تھی، فرماتے تھے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

کہ کمپنی والے ہمیں سُوتر دیتے، اور ہم اس سے مارکین (سادہ کھدر کپڑا) تیار کر کے ان کو سپلائی کرتے، کچھ عرصہ تو یہ سلسلہ چلا، پھر کچھ ایسے حالات پیدا ہوئے، اور ایسی وجوہات پیش آئیں کہ اس کاروبار میں نقصان ہوتا چلا گیا، مشینیں بھی آئے دن خراب ہونے لگیں، آرڈر بھی پورے نہ ہوئے، اس طرح ساکھ بھی متاثر ہوئی، اور آرڈر بروقت ملنے میں بھی تعطل پیدا ہوگیا، آخر مجبور ہو کر پہلے یہ مشینیں ٹھیکہ پر دیں، اور پھر آخر کار نقصان پر بیچ دیں، فرماتے تھے کہ میں نے اپنے پارٹنر (شراکت دار) حاجی صاحب کو ان کا پورا سرمایہ واپس کیا، نقصان سارا اپنے سر لیا۔ [1]

اہم اسفار

حج کے سفر اور اندرون ملک تبلیغی اسفار کے علاوہ ایک دو دفعہ پاسپورٹ بنا کر انڈیا کا سفر آپ کا ہوا ہے، گلگت اور شمالی علاقہ جات کا سیاحتی سفر ایک دفعہ ہوا تھا، باقی زمانہ طالب علمی میں حصول علم کے سلسلے میں ہندوستان کے طول وعرض میں آپ کے لمبے چوڑے جو سفر ہوئے، ان کا کچھ ذکر پیچھے ہو چکا ہے۔

جامعہ اسلامیہ کے مالی نظم میں آپ کا کردار

جامعہ اسلامیہ میں 1992ء کے بعد سے ادارہ کے مالی نظام اور زرِتعاون کی وصولیوں اور حساب وریکارڈ کا سلسلہ آپ کے سپرد ہو گیا تھا، آپ نے یہ فریضہ جس حسن وخوبی، خوش اسلوبی، امانت ودیانت، نظم وسلیقہ کے ساتھ مرتب ومنظّم کر کے چلایا، اور ایک ایک پیسے کا ریکارڈ اور حساب رکھا، اسے آپ کی کرامت

---

[1] کپڑے کی تجارت سے آپ کو دلچسپی رہی ہے، چنانچہ 1946ء میں جس سال آپ دیوبند سے فارغ ہوئے، تو کچھ عرصہ اس کے بعد گھر میں گزرا، اس دوران یہاں علاقہ کے ایک ہندو تاجر، جنہوں نے گھر میں کپڑے کا بڑا گودام بنا رکھا تھا، اور کپڑے کا بڑا سٹاک اس کے پاس رہتا تھا، اس سے 200 روپے کا ادھار کپڑا لے کر، گاؤں گاؤں پھیری لگا کر (بنجاروں کی طرح) کپڑا بیچتے، جب وہ بک جاتا تو پچھلی ادھار ادائیگی کر کے مزید اتنا کپڑا ادھار لیتے اور بیچتے، اس طرح کچھ عرصہ یہ سرکل چلتا رہا۔
فرماتے تھے کہ میں اس وقت حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے مشرب اور ذوق کو بہت زیادہ ملحوظ رکھتا تھا، خصوصاً صفائی معاملات کے باب میں، چنانچہ پھیری لگا کر کپڑا بیچنے کے اس عمل میں، ایک دفعہ ایک خاتون نے بہت ضد کر کے، میرے مقررہ ریٹ سے فی گز کچھ پیسے کم دیئے، حالانکہ میں نے منافع کی بہت معمولی شرح رکھی تھی، چنانچہ اس خاتون نے اصرار کر کے جب میرے مقررہ نرخ سے کم ادائیگی کی، تو میں نے جتنے لوگوں کو وہ کپڑا اس ایک آدھ دن میں بیچا تھا، ایک ایک کے گھر جا کر سب کو اتنے پیسے واپس کیے کہ فلاں نے چونکہ نرخ کم کیا، اس لئے باقی سب کو بھی اخلاقاً میں نرخ کم کر کے باقی پیسے واپس کرتا ہوں، یہ گو مسئلہ کی رُو سے ضروری نہ تھا، لیکن اس واقعہ سے اباجی کا جذبہ دیانت وخیر خواہی علی الخلق معلوم ہوتا ہے، اسی طرح فیصل آباد میں اشرف المدارس سے مستعفی ہونے کے بعد بھی آپ نے کٹ پیس کپڑے کی پرچون دکان کی، جس کا پیچھے ذکر گزر چکا ہے، مانسہرہ میں بھی جب تک فیصل آباد سے آپ کا آنا جانا رہا، آپ جتنا کپڑا اٹھا کر لا سکتے، فیصل آباد کی تھوک مارکیٹ سے اٹھا کر لاتے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

کہا جا سکتا ہے۔

اہل جامعہ آپ کی اس خاموش خدمت، محنت و جانفشانی کے عمل کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

جماعت تبلیغ کے ساتھ وابستگی

تبلیغی جماعت کے نظم اور ترتیب کے مطابق چلہ اور کم وبیش وقت لگانے کا بھی آپ کا معمول فیصل آباد کے زمانہ قیام میں جاری رہا، جبکہ جامعہ اسلامیہ راولپنڈی کے قیام کے زمانے میں زکریا مسجد کے منتظمین کی نگرانی وانتظام میں خواص اور علماء کی جو مخصوص جماعتیں، ہفتہ، عشرہ کی بھیجی جاتی تھیں، ان میں آپ کو شامل کیا جاتا تھا، پیرانہ سالی کے اس دور میں عام ترتیب پر خود تشکیل کرا کے تبلیغی سفر آپ کا شائد ایک آدھ دفعہ سے زیادہ نہیں ہوا۔

تبلیغی مرکز زکریا مسجد کے ممتحن

مدرسہ عربیہ زکریا مسجد (راولپنڈی تبلیغی مرکز) کے درس نظامی کے سالانہ امتحانات میں (اور کبھی دوران سال کے امتحان میں بھی) حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ (مہتمم مدرسہ عربیہ تبلیغی مرکز) آپ کو خاص طور پر مدعو فرماتے تھے۔

مولانا خلیل احمد صاحب اور راولپنڈی مرکز کے دیگر بزرگ اور علماء (مولانا عبدالرحمان صاحب، مولانا بدر عالم صاحب، مولانا الیاس کوہاٹی صاحب وغیرہم) بھی آپ سے بہت ربط و تعلق اور حسنِ اعتقاد رکھتے تھے، اور وقتاً فوقتاً آپ کے حجرے میں تشریف لاتے رہتے، اور آپ کو بھی مرکز بلواتے تھے۔

رائیونڈ تبلیغی اجتماع میں 1987ء تک آپ کی شرکت ہوتی رہی۔ دو یا تین بار بندہ کو بھی ہمراہ جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ (جاری ہے......)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075 30

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، وَسِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، فَكَأَنَّمَا صَامَ السَّنَةَ كُلَّهَا (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۳۰۲ ۱)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور شوال کے چھ روزے رکھے، تو گویا کہ اس نے پورے سال کے روزے رکھے (مسند احمد)

اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعَشَرَةِ أَشْهُرٍ وَصِيَامُ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِّنْ شَوَّالٍ بِشَهْرَيْنِ فَذٰلِكَ صِيَامُ سَنَةٍ (السنن الكبرىٰ للنسائى، رقم الحديث ۲۸۷۳، كتاب الصيام، باب صيام ستة أيام من شوال)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے مہینہ کے روزے دس مہینوں کے (اجروثواب کے) برابر ہیں اور شوال کے چھ دِنوں کے روزے دومہینوں کے (اجروثواب کے) برابر ہیں، پس یہ (دونوں قسم کے روزے) پورے سال کے روزوں کے برابر ہیں (سنن کبریٰ نسائی)

Idara Ghufran

صدقۂ فطر کی ادائیگی کا وقت اور اس کا مقصد

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

فَرَضَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَکَاۃَ الْفِطْرِ طُھْرَۃً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ، وَطُعْمَۃً لِلْمَسَاکِینِ، مَنْ أَدَّاھَا قَبْلَ الصَّلَاۃِ، فَھِیَ زَکَاۃٌ مَقْبُولَۃٌ، وَمَنْ أَدَّاھَا بَعْدَ الصَّلَاۃِ، فَھِیَ صَدَقَۃٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ (سنن أبی داؤد، حدیث نمبر ۱۶۰۹، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الفطر)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکاۃِ فطر (یعنی صدقۂ فطر) روزے داروں کو بیکار اور بے ہودہ باتوں سے پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے اور مساکین کو کھلانے (یعنی ان کی مدد وتعاون کرنے) کے لئے مقرر فرمایا، جس نے (عید کی) نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کردیا تو یہ مقبول صدقۂ فطر ہے اور جس نے عید کی نماز کے بعد ادا کیا تو پھر یہ صدقوں میں سے ایک صدقہ ہے (ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ صدقۂ فطر سے روزے یا روزہ دار کی تطہیر وپاکیزگی حاصل ہوتی ہے، اور جو روزے کی حالت میں فضول اور فحش کلام وغیرہ سرزد ہوجاتے ہیں، صدقۂ فطر کے ذریعہ سے ان کا ازالہ ہوجاتا ہے، اور صدقۂ فطر سے ضرورت مندوں کا تعاون الگ ہوتا ہے۔

اور صدقۂ فطر کا عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے، اور یہ فضیلت عید کی نماز کے بعد ادا کرنے سے حاصل نہیں ہوتی، اگرچہ صدقۂ فطر کی ادائیگی ہوجاتی ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

عیدین کی راتوں میں عبادت کرنے کا ثواب

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلّٰهِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۱۷۸۲)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے عیدین (یعنی عیدُ الفطر اور عیدُ الاضحیٰ) کی راتوں میں اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کی خاطر (عبادت کے ساتھ) قیام کیا، تو اُس کا دل اُس دن مُردہ نہیں ہوگا، جس دن (لوگوں کے) دل مُردہ ہوجائیں گے (یعنی قیامت کے دن) (ابن ماجہ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَلّٰى لَيْلَةَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى، لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۱۵۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی رات میں نماز پڑھی تو اس کا دل اس دن مُردہ نہیں ہوگا، جس دن (لوگوں کے) دل مُردہ ہوجائیں گے (یعنی قیامت کے دن) (طبرانی)

Idara Ghufran

عیدُ الفطر، انعام والا دن

حضرت سعید بن اوس انصاری اپنے والد حضرت اوس بن ثابت انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ غَدَاةُ الْفِطْرِ، وَقَفَتِ الْمَلَائِكَةُ فِيْ أَفْوَاهِ الطُّرُقِ، فَنَادَوْا: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اُغْدُوْا إِلٰى رَبٍّ رَّحِيْمٍ يَمُنُّ بِالْخَيْرِ، وَيُثِيْبُ عَلَيْهِ الْجَزِيْلَ، أُمِرْتُمْ بِصِيَامِ النَّهَارِ فَصُمْتُمْ، وَأَطَعْتُمْ رَبَّكُمْ، فَاقْبِضُوْا جَوَائِزَكُمْ، فَإِذَا صَلَّوُا الْعِيْدَ نَادٰى مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ: اِرْجِعُوْا إِلٰى مَنَازِلِكُمْ رَاشِدِيْنَ، قَدْ غَفَرْتُ ذُنُوْبَكُمْ كُلَّهَا، وَيُسَمّٰى ذٰلِكَ الْيَوْمُ فِي السَّمَاءِ يَوْمَ الْجَائِزَةِ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ٦١٨)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عید الفطر کی صبح ہوتی ہے تو فرشتے راستوں کے کناروں پر کھڑے ہوجاتے ہیں، پھر پکارتے ہیں کہ اے مسلمانوں کی جماعت! صبح سویرے اپنے ربِّ رحیم کی طرف چلو، جو تمہارے اوپر خیر اور بھلائی کے عظیم احسانات فرمائیں گے، اور پھر اس پر لامحدود اور پائیدار ثواب بخشیں گے، تمہیں (رمضان کے) دنوں میں روزوں کا حکم دیا گیا، تو تم نے روزہ رکھا اور اپنے رب کی اطاعت کی، لہٰذا تم اپنے انعامات کو حاصل کرو، اور جب بندے عید کی نماز پڑھ کر فارغ ہوتے ہیں تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ تم اپنے گھروں کی طرف ہدایت یافتہ ہوکر لوٹ جاؤ، بے شک تمہارے رب نے تمہارے سب (صغیرہ) گناہ معاف فرمادیئے، اور اس دن کا نام آسمان میں ''یوم الجائزۃ'' (یعنی انعام والا دن) رکھا جاتا ہے (طبرانی)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075330

پیارے بچو!

مولانا محمد ناصر

حضرت نوح علیہ السلام

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے ایک نبی حضرت نوح علیہ السلام بھی ہوئے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے فوت ہونے کے بعد مختلف نبی دنیا میں آتے رہے، اور انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی نصیحت کرتے رہے، انہی نبیوں میں سے ایک نبی حضرت نوح علیہ السلام بھی ہوئے ہیں جب انسانوں میں بہت زیادہ گمراہی پیدا ہوگئی، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کے پاس وحی بھیجی کہ وہ اپنی قوم کو اچھی باتیں بتائیں، اور بُری باتوں سے روکیں، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائیں، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا کہیں۔

وحی اس پیغام کو کہا جاتا ہے، جو اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کے پاس بھیجتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے، حضرت نوح کی قوم بہت شرارتی تھی، انہوں نے حضرت نوح کی باتوں کا مذاق اُڑانا شروع کردیا، کہنے لگے کہ آپ کیسے رسول بن گئے؟

کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ تو غریب ہیں، اللہ تعالیٰ نے رسول بنانا تھا تو کسی مالدار آدمی کو رسول بناتے؟

کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ کا بچپن تو ہمارے ساتھ گزرا ہے، آپ ہمارے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے تھے، آج آپ کیسے رسول بن گئے؟ اور اس طرح سے لوگوں نے حضرت نوح کا مذاق اُڑانا شروع کردیا۔

حضرت نوح کی قوم کے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ہم جو شرک کر رہے ہیں، تو یہ صحیح کر رہے ہیں، بتوں کی عبادت کرنا کون سی بُری بات ہے، ہمارے باپ دادا بھی بتوں کی عبادت کرتے تھے، اگر بتوں کی عبادت کرنا بُری بات ہوتی، تو ہمارے باپ دادا بتوں کی عبادت کیوں کرتے؟

حضرت نوح علیہ السلام جانتے تھے کہ بتوں کی عبادت کرنا جاہلوں اور بے وقوفوں کا کام ہے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا، بہت بُری بات ہے، اور اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔

حضرت نوح جانتے تھے کہ بُت تو لوگوں نے خود اپنے ہاتھوں سے بنائے ہیں، جو چیز انسان اپنے ہاتھ سے بنائے، اس کی عبادت کرنا کیسے ٹھیک ہوسکتا ہے؟

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

اس لئے حضرت نوح نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو، اوران بتوں کی عبادت چھوڑ دو۔

بُت تو تم لوگوں نے خود اپنے ہاتھوں سے بنائے ہیں، جو چیز تم نے اپنے ہاتھوں سے بنائی ہے، تم اسی کی عبادت کرتے ہو، یہ کیسی بیوقوفی کی بات ہے؟ حضرت نوح نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا، اورانہیں بتایا کہ اگر تم بتوں کی عبادت نہیں چھوڑو گے، تو اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے مَرنے کے بعد عذاب دیں گے، اور آگ میں ڈالیں گے۔

حضرت نوح کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ ہم آپ کو اپنا دشمن اور گمراہ سمجھتے ہیں۔

حضرت نوح نے کہا کہ میں تمہارا دشمن اور گمراہ نہیں ہوں، میں اللہ کا رسول ہوں، میں تمہارے پاس اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں، اگر تم اللہ کے پیغام کو مان لوگے، تو تمہارا فائدہ ہوگا، اور اگر نہیں مانو گے تو تمہارا ہی نقصان ہوگا، میں تو تمہارا خیر خواہ ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے بہت کوشش کی کہ سب لوگ ایمان لے آئیں، اللہ کی عبادت کریں، بُتوں کی عبادت چھوڑ دیں، لیکن صرف تھوڑے سے آدمیوں نے ہی حضرت نوح کی بات مانی، اور حضرت نوح پر ایمان لائے، اور بہت سارے لوگوں نے حضرت نوح کی بات ماننے سے انکار کردیا۔

حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم میں نوسو پچاس سال تک رہے، وہ اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی دعوت دیتے رہے، حضرت نوح اپنی قوم کو بتاتے رہے کہ اگر تم نے شرک اور گناہ کے کام نہیں چھوڑے، تو اللہ تعالیٰ تمہیں سخت سزا اور عذاب دیں گے۔

مگر حضرت نوح کی قوم بڑی سخت دل تھی، انہوں نے حضرت نوح کی بات نہیں مانی، بلکہ انہوں نے حضرت نوح سے کہا کہ آپ روزانہ ہمیں اللہ کے عذاب سے ڈراتے ہیں، اگر آپ سچے ہیں تو اللہ کا عذاب لے آئیں۔

حضرت نوح کو اپنی قوم پر بہت افسوس ہوا، اور حضرت نوح نے اللہ تعالیٰ سے اپنی قوم کے لئے بددعاء کی کہ:

> اے اللہ! زمین پر کافروں کا ایک گھر بھی نہ چھوڑیں، اگر آپ انہیں زمین پر چھوڑ دیں گے تو یہ اور لوگوں کو بھی گمراہ کردیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کی دعاء قبول کرلی، اور حضرت نوح کو حکم دیا کہ وہ ایک بڑی کشتی بنائیں۔

حضرت نوح نے ایک بڑی کشتی بنانا شروع کردی۔

جب اُن لوگوں نے دیکھا کہ حضرت نوح کشتی بنا رہے ہیں، تو انہوں نے حضرت نوح کا مذاق اُڑانا شروع

Idara Ghufran

کردیا، کہ آپ یہ کشتی کہاں چلائیں گے، پانی تو ہے نہیں۔

حضرت نوح اُن لوگوں کی باتوں پر صبر کرتے رہے، اور صرف یہ کہہ دیتے کہ آج تم لوگ ہمارے اوپر ہنستے ہو، تو کل ہم تمہارے اوپر ہنسیں گے۔

پھر ایک دن اللہ تعالیٰ کا عذاب آ گیا، اللہ تعالیٰ نے آسمان سے تیز بارش برسائی، بارش اتنی زیادہ ہوئی کہ رُکتی نہ تھی، اور اللہ تعالیٰ نے زمین کو بھی پانی نکالنے کا حکم دیدیا، اور اس طرح آسمان اور زمین دونوں طرف سے پانی کا عذاب آیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کو حکم دیا کہ آپ اپنے ساتھ ایمان والے لوگوں کو لے کر کشتی میں سوار ہو جائیں۔

حضرت نوح نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا، اور ایسا ہی کیا۔

حضرت نوح کا ایک بیٹا مشرک تھا، اس نے بھی دوسرے نافرمان لوگوں کی طرح حضرت نوح کی بات نہیں مانی تھی، حضرت نوح نے اپنے بیٹے کو بھی آواز دی کہ بیٹا ہمارے ساتھ آ کر کشتی میں سوار ہو جاؤ، لیکن حضرت نوح کے بیٹے نے کہا کہ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا، پانی پہاڑ پر نہیں آ سکے گا، اور میں بچ جاؤں گا۔

حضرت نوح نے کہا کہ آج صرف وہی بچے گا، جسے اللہ بچائے گا، اتنے میں ایک پانی کی موج آئی اور حضرت نوح کا بیٹا بھی پانی میں غرق ہو گیا۔

حضرت نوح کو اپنے بیٹے کے ڈوبنے کا بہت افسوس تھا، حضرت نوح چاہتے تھے کہ دنیا کے عذاب سے تو میرا بیٹا نہیں بچ سکا، میں اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا ہوں کہ آخرت کے عذاب سے میرے بیٹے کو بچالے، حضرت نوح نے اللہ تعالیٰ سے اپنے بیٹے کے لئے دعاء کی، تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ وہ اچھے کام نہیں کرتا تھا، اس لئے اس کے لئے دعاء نہ کریں۔ پھر حضرت نوح نے اپنے بیٹے کے لئے دعاء نہ کی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کے خاندان کو نہیں دیکھتے، بلکہ اعمال کو دیکھتے ہیں، جن کے عمل اچھے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن سے راضی اور خوش ہوتے ہیں۔

پھر جب سب کافر پانی میں ڈوب گئے، تو اللہ تعالیٰ نے پانی کو رُکنے کا حکم دیا، اور حضرت نوح کی کشتی ایک پہاڑ پر جا کر رُک گئی، اس پہاڑ کا نام جودی ہے۔

اس وقت زمین پر کوئی کافر انسان نہیں تھا، صرف حضرت نوح اور اُن کے ساتھی تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کی اولاد میں بہت برکت دی، اور دنیا پھر سے انسانوں سے آباد ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ حضرت نوح پر دنیا اور آخرت دونوں میں رحمتیں بھیجے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

بزمِ خواتین

مفتی محمد یونس

حسد (قسط۲)

معزز خواتین! حسد سے متعلق چند ایک قرآنی آیات اور احادیث گزشتہ شمارے میں شائع ہوچکی ہیں، اب اس شمارے میں حسد سے متعلق بنیادی درجے کی باتیں تحریر کی جارہی ہیں۔

حسد کی حقیقت

کسی کو اچھی حالت میں دیکھ کر دل میں جلنا، کڑھنا، اور رنجیدہ ہونا اور یہ چاہنا کہ اس کی یہ اچھی حالت چھن جائے، یہ حسد ہے۔

حسد کی چند مثالیں

پہلی مثال

شاہدہ اور عابدہ دونوں ہم جماعت ہیں، ایک امتحان کے نتائج کا علان ہوا، تو پتہ چلا کہ شاہدہ سب سے زیادہ نمبر لے کر جماعت میں اول آئی ہے، عابدہ کو اپنے اول آنے کی توقع تھی، عابدہ نے جب شاہدہ کے اول آنے کا سنا، تو اس کو ایک دھچکا لگا، اور اس کا دل رنج وغم سے بھر گیا، اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ اس کے نمبر کیوں زیادہ آئے ہیں؟ وہ اول کیوں آئی ہے؟ اب اس کے دل میں یہ آرزو وخواہش پیدا ہوئی کہ آئندہ امتحان میں، میں اول آؤں یا نہ آؤں، اللہ کرے شاہدہ اول نہ آئے، عابدہ کا یہ جذبہ حسد ہے۔

دوسری مثال

رابعہ اور انیسہ آپس میں دیورانی، جیٹھانی ہیں، رابعہ چھوٹی عمر ہونے کے باوجود سلیقہ شعار، سمجھدار اور خوش اخلاق ہے، جبکہ انیسہ بڑی عمر کی ہونے کے باوجود بدسلیقہ، اور بداخلاق ہے، جب وہ دیکھتی ہے کہ ساس و سسر، رشتہ دار اور اڑوس وپڑوس والی خواتین بکثرت رابعہ کے پاس آتی جاتی ہیں، اٹھتی بیٹھتی ہیں، اور اس کی تعریفیں کرتی ہیں، تو انیسہ کے دل میں رنج وغم پیدا ہوتا ہے، وہ جلتی کڑھتی ہے، اور یہ چاہنے لگتی ہے کہ کسی طرح رابعہ کا مرتبہ لوگوں کے دل سے گھٹ جائے، اور اس کو جو اچھی حالت نصیب ہے، مجھے چاہے نہ ملے، لیکن اس سے بھی چھن جائے، انیسہ کے اسی جذبہ کو حسد کہا جاتا ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155507530

تیسری مثال

رضیہ اور صفیہ آپس میں نند بھاوج ہیں، صفیہ، خوبصورت اور صحت مند ہے، جبکہ رضیہ شکل وصورت کی کچھ اچھی نہیں، ان کی رشتہ دار اور پڑوسی خواتین زیادہ تر صفیہ سے میل جول رکھتی ہیں، اور اس کی خوبصورتی سے متاثر ہیں، صفیہ کی نند رضیہ کو یہ دیکھ کر دل میں جلن، کڑھن پیدا ہوتی ہے، اور دل سے یہ چاہتی ہے کہ کسی طرح صفیہ کا حسن وجمال اور صحت جاتی رہے، رضیہ کی اس چاہت کا نام حسد ہے۔

حسد کی اقسام

حسد کی دو قسمیں ہیں:

(۱)...... حقیقی حسد: اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک فرد یہ چاہتا ہے کہ فلاں فرد کے پاس جو فلاں نعمت ہے، وہ اس کے پاس نہ رہے، پھر خواہ مجھے ملے یا نہ ملے، لیکن اس کے پاس نہ رہے، گویا اس میں اصل چاہت یہ ہوتی ہے کہ دوسرے کے پاس نعمت نہ رہے۔ [۱]

(۲)...... مجازی حسد: اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک فرد یہ چاہتا ہے کہ فلاں فرد کو جیسی نعمت حاصل ہے، ویسی نعمت مجھے بھی مل جائے، وہ یہ نہیں چاہتا کہ جس دوسرے کے پاس جو نعمت ہے وہ اس سے چھن جائے، بلکہ اس کی چاہت فقط یہ ہے کہ مجھے بھی ویسی نعمت مل جائے۔ [۲]

گویا مجازی حسد میں حاسد اپنے لئے اس نعمت کے حصول کو چاہتا ہے، جو دوسرے کے پاس فی الحال ہے، اس سے نعمت کے زوال کو نہیں چاہتا، اسی کو دوسرے الفاظ میں غبطہ اور اردو زبان میں رشک کہا جاتا ہے۔

درج ذیل حدیث شریف میں مذکور لفظ حسد کا بھی ایک مطلب یہی غبطہ بیان فرمایا گیا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لاَ حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٍ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا، فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي

---

[۱] الحسد بفتح السين أكثر من سكونها مصدر حسد، ومعناه فى اللغة أن يتمنى الحاسد زوال نعمة المحسود وأما معنى الحسد فى الاصطلاح فلا يخرج عن المعنى اللغوى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۷، ص ۲۶۹)

الحسد هو أن يتمنى الحاسد زوال نعمة المحسود(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۱، ص ۱۳۶)

[۲] ذكر النووى فى شرح مسلم أن الحسد قسمان :أحدهما حقيقى :وهو أن يتمنى زوال النعمة عن صاحبها.والثانى مجازى :وهو أن يتمنى مثل النعمة التى عند غيره من غير زوالها عن صاحبها وهو المسمى بالغبطة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۷، ص ۲۷۲)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155077530

الحَقِّ، وَرَجُلٍ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً، فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا (بخاری، رقم الحدیث ۱۴۰۹)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حسد کرنا جائز نہیں، مگر دو (قسم کے) شخصوں پر، ایک تو وہ (یعنی ایسا) شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو، پھر اسے راہِ حق میں خرچ کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی ہو، اور دوسرے وہ (یعنی ایسا شخص) کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت سے نوازا ہو، پس وہ اس کے مطابق فیصلے بھی کرتا ہو، اور آگے سکھلاتا بھی ہو (بخاری) [1]

مسلم شریف کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ:

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ :رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ، وَآنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا، فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ، وَآنَاءَ النَّهَارِ (مسلم، رقم الحديث ۸۱۵ ”۲۶۶“باب فضل من يقوم بالقرآن، ويعلمه، وفضل من تعلم حكمة من فقه، أو غيره فعمل بها وعلمها)

ترجمہ: حضرت سالم سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں، اور وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ حسد کرنا جائز نہیں، مگر دو افراد پر، ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک (کا علم) دیا ہو، اور وہ رات دن اس کے حقوق ادا کرنے میں مشغول ہو، اور دوسرے وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو، پس وہ رات دن اس کو (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرنے میں مشغول ہو (مسلم)

اور بخاری شریف کی دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ :أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ :رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ، فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ، وَآنَاءَ النَّهَارِ، فَسَمِعَهُ

---

[1] قوله(لا حسد) كلمة: لا، لنفي الجنس، و: حسد، اسمه مبني على الفتح، وخبره محذوف أي: لا حسد جائز، أو صالح، أو نحو ذلک(عمدة القاری شرح صحيح البخاری، ج۲، ص۵۷، باب الاغتباط فی العلم)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

جَارٌ لَهُ، فَقَالَ :لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلاَنٌ، فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰـهُ مَالًا فَهُوَ يُهْلِكُهُ فِي الحَقِّ، فَقَالَ رَجُلٌ :لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلاَنٌ، فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ (بخارى، رقم الحديث ۵۰۲۶، باب اغتباط صاحب القرآن)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حسد دو افراد کے سوا کسی پر جائز نہیں، ایک وہ فرد جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن سکھلایا، پس وہ دن رات اس کی تلاوت میں مشغول رہتا ہے، پس اس کے ایک پڑوسی نے اس (کی اس اچھی عادت) کے بارے میں سنا، تو وہ کہنے لگا کہ کاش مجھے بھی اسی طرح قرآن کی تعلیم دی جاتی، جس طرح فلاں کو دی گئی ہے، تو میں بھی ویسے ہی عمل کرتا، جیسا وہ کر رہا ہے، اور ایک وہ فرد، جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو، پس وہ اسے حق کی راہ میں خرچ کرنے میں مشغول ہو، تو کسی شخص نے کہا، کاش کہ مجھے بھی ویسا ہی مال دیا جاتا، جیسا فلاں کو دیا گیا، تو میں بھی ویسے ہی عمل کرتا، جیسے وہ عمل کر رہا ہے (بخاری)

الفاظ کے تھوڑے بہت فرق کے ساتھ یہ حدیث اور جگہ بھی منقول ہے۔ ۱

تشریح ...... اس حدیث شریف کے دو مطلب بیان کئے گئے ہیں، ایک یہ کہ غبطہ (یعنی رشک) کرنا جائز

---

۱ حدثنا الحميدى، قال :حدثنا سفيان، قال :حدثني إسماعيل بن أبي خالد، على غير ما حدثناه الزهرى، قال :سمعت قيس بن أبي حازم، قال :سمعت عبد الله بن مسعود قال :قال النبي صلى الله عليه وسلم " :لا حسد إلا في اثنتين :رجل آتاه الله مالا فسلط على هلكته في الحق، ورجل آتاه الله الحكمة فهو يقضي بها ويعلمها (بخارى، رقم الحديث ۷۳، باب الاغتباط في العلم والحكمة)

حدثنا على بن عبد الله، حدثنا سفيان، قال الزهرى :عن سالم، عن أبيه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "لا حسد إلا في اثنتين :رجل آتاه اللـه القرآن فهو يتلوه آناء الليل وآناء النهار، ورجل آتاه الله مالا فهو ينفقه آناء الليل وآناء النهار(بخارى، رقم الحديث ۷۵۲۹)

حدثنا أبو اليمان، أخبرنا شعيب، عن الزهرى، قال :حدثني سالم بن عبد الله، أن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما، قال :سمعت رسول اللـه صلى الله عليه وسلم يقول " :لا حسد إلا على اثنتين :رجل آتاه الله الكتاب، وقام به آناء الليل، ورجل أعطاه الله مالا، فهو يتصدق به آناء الليل والنهار(بخارى، رقم الحديث ۵۰۲۵)

وحدثني حرملة بن يحيى، أخبرنا ابن وهب، أخبرني يونس، عن ابن شهاب، قال :أخبرني سالم بن عبد الله بن عمر، عن أبيه، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :لا حسد إلا على اثنتين :رجل آتاه الله هذا الكتاب، فقام به آناء الليل، وآناء النهار، ورجل آتاه الله مالا، فتصدق به آناء الليل، وآناء النهار (مسلم، رقم الحديث ۸۱۵"۲۶۷" باب فضل من يقوم بالقرآن، ويعلمه، وفضل من تعلم حكمة من فقه، أو غيره فعمل بها وعلمها)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

نہیں، مگر دو قسم کے افراد پر رشک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی دوسرے کے پاس جو نعمت ہے، وہ اس کے پاس رہے، لیکن اسی طرح کی نعمت مجھے بھی مل جائے۔ [1]

دوسرا مطلب یہ کہ ویسے تو حسد کرنا جائز نہیں، لیکن اگر بالفرض حسد کرنا جائز ہوتا، تو ان دو قسم کے افراد پر جائز ہوتا۔ [2]

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دوسرے کی نعمت کو ضائع کرنا یا چھیننا تو درکنار، شریعت تو یہ بھی گوارا نہیں کرتی کہ دوسرے سے نعمت کے ضائع ہونے کی خواہش کی جائے، اس چاہنے کو بھی شریعت نے ناجائز، حرام اور گناہ قرار دیا ہے۔ اللہ کی پناہ۔ (جاری ہے)

---

[1] ثم بعض مشايخنا قالوا: الحسد المذموم أن يرى على غيره نعمة، فيتمنى زوال تلك النعمة عن ذلك الغير، وكينونتها لنفسه، أما لو تمناها لنفسه فذلك لا يسمى حسداً، بل يسمى غبطة(المحيط البرهانى، ج۵، ص۳۸۳، الفصل الخامس والعشرون فى الغيبة والحسد)

[2] و الظاهر ان معناه لو جاز الحسد لما جاز الا فيما ذكر (مرقاة المفاتيح ، تحت رقم الحديث ۲۰۲، كتاب العلم)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

آپ کے دینی مسائل کا حل " ادارہ

رَمی، حج کی قربانی، بال کٹانے اور طواف میں ترتیب

سوال:

عرض یہ ہے کہ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس مرتبہ حکومتِ سعودیہ کی طرف سے حج کی قربانی کے لئے حجاج کرام سے حج کے اخراجات کے ساتھ رقم کی جبری کٹوتی کی جارہی ہے، اور حنفیہ کے مشہور موقف کے مطابق رمی، حج کی قربانی اور بال کٹانے میں ترتیب واجب ہے، جس کی خلاف ورزی پر دَم واجب ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے، اور موجودہ حالات میں حجاج کرام کے لئے اس ترتیب پر عمل انتہائی مشکل ہے، اور موجودہ قانون کی وجہ سے مشکلات میں مزید اضافہ ہوگیا ہے، جبکہ وہاں جگہ جگہ مذکورہ اعمال کی ترتیب کے سنت ہونے کی تبلیغ کی جاتی ہے۔

اس سلسلہ میں دیگر فقہائے کرام کے کیا اقوال ہیں، اور فقہائے کرام کے اقوال نیز قرآن وسنت کے دلائل کے پیشِ نظر کیا اس کی گنجائش موجود ہے کہ موجودہ حالات میں ترتیب کے سنت ہونے کے موقف پر عمل کرلیا جائے؟

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

جواب:

مزدلفہ کے وقوف سے فارغ ہوکر پہلے دس ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ یعنی بڑے شیطان کو کنکریاں ماری جاتی ہیں، جس کو رمی کہا جاتا ہے، اور اس کے بعد حجِ تمتع یا حجِ قران کرنے والے کی طرف سے حج کی قربانی کی جاتی ہے، اور پھر سر کے بال کٹائے یا منڈائے جاتے ہیں، اور پھر طوافِ زیارت کیا جاتا ہے۔

اس طرح سے ترتیب وار یہ چار اعمال ہیں، اور ان اعمال کے درمیان ترتیب کے واجب یا سنت ہونے کے بارے میں فقہائے کرام کے اقوال مختلف ہیں۔

مذکورہ اعمال کی ترتیب سے متعلق احادیث وروایات

پہلے ان اعمال کی ترتیب سے متعلق چند احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہیں، اس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

متعلقہ حکم ذکر کیا جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَتٰی مِنًی، فَأَتَی الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا، ثُمَّ أَتٰی مَنْزِلَهُ بِمِنًی وَنَحَرَ، ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ خُذْ وَأَشَارَ إِلٰی جَانِبِهِ الْأَیْمَنِ، ثُمَّ الْأَیْسَرِ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (دس ذی الحجہ کو) منیٰ تشریف لائے، پھر آپ نے جمرہ (عقبہ) کی رَمی فرمائی، پھر منیٰ میں اپنے مقام پر آئے، اور قربانی کی، پھر نائی کو اپنے بال کاٹنے کا حکم فرمایا، اور پہلے اپنے (سر کے) دائیں جانب کے بال کاٹنے کا حکم فرمایا، پھر بائیں جانب کے (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے دس ذی الحجہ کے دن جمرۂ عقبہ کی رَمی کی جائے، اور پھر حج کی قربانی کی جائے، اور پھر سر کے بال کٹائے یا منڈائے جائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّذِیْنَ کَانُوْا مَعَهُ لَمْ یَطُوْفُوْا حَتّٰی رَمَوُا الْجَمْرَةَ (سنن أبی داود) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام جو آپ کے ساتھ تھے، انہوں نے جمرہ (عقبہ) کی رَمی کرنے سے پہلے طواف نہیں کیا (ابوداؤد)

اس سے معلوم ہوا کہ طوافِ زیارت کا مسنون وافضل وقت دس ذی الحجہ کی رَمی وغیرہ کرنے کے بعد ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَمَّنْ ذَبَحَ، قَبْلَ أَنْ یَّحْلِقَ، أَوْ حَلَقَ، قَبْلَ أَنْ یَّذْبَحَ قَالَ: لَا حَرَجَ (سنن ابن ماجه) [3]

---

[1] رقم الحديث ١٣٠٥ "٣٢٣" كتاب الحج، باب بيان أن السنة يوم النحر أن يرمى، ثم ينحر، ثم يحلق والابتداء فى الحلق بالجانب الأيمن من رأس المحلوق.

[2] رقم الحديث ١٨٩٦، كتاب المناسک.

[3] رقم الحديث ٣٠٥١، كتاب المناسک، باب من قدم نسكا، قبل نسک.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا، جس نے بال منڈانے سے پہلے قربانی کرلی، یا قربانی سے پہلے بال منڈا لیے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں (ابن ماجہ)

اس سے معلوم ہوا کہ سر کے بال منڈانے یا کٹانے سے پہلے حج کی قربانی کرنے یا قربانی کرنے سے پہلے سر کے بال کٹانے یا منڈانے کی غلطی سرزد ہو جانے میں کوئی حرج نہیں، اور حرج نہ ہونے کی تفصیل آگے آتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْأَلُوْنَهُ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ؟ فَقَالَ: اِذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ: لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ؟ قَالَ: اِرْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ: اِفْعَلْ وَلَا حَرَجَ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں لوگوں کے لئے ٹھہرے، لوگوں نے آپ سے سوالات کرنا شروع کیے، ایک آدمی آیا، اُس نے عرض کیا کہ مجھے شعور نہیں تھا، میں نے (حج کی قربانی کا جانور) ذبح کرنے سے پہلے بال منڈوا دیے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ (قربانی کا جانور اب) ذبح کرلیں، اور کوئی حرج نہیں، پھر دوسرا شخص آیا، اس نے عرض کیا کہ مجھے شعور نہیں تھا، میں نے رمی سے پہلے قربانی کرلی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ رمی کرلیں اور کوئی حرج نہیں، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جس چیز کے بھی مقدم یا مؤخر کرنے کے بارے میں سوال کیا جاتا، تو آپ یہی فرماتے کہ آپ اُس عمل کو کر لیجئے (جو رہ گیا ہے) اور کوئی حرج نہیں (بخاری)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مذکورہ اعمال کی ترتیب کی خلاف ورزی اگر غیر شعوری طریقہ پر ہو جائے، تو کوئی حرج نہیں، اور دوسری کئی روایات میں شعور وغیرہ کی کوئی قید و ذکر نہیں۔

---

[1] رقم الحديث ۸۳، كتاب العلم، باب الفتيا وهو واقف على الدابة وغيرها.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ حَلَقَ، وَجَلَسَ لِلنَّاسِ، فَمَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ:لَا حَرَجَ، لَا حَرَجَ، حَتّٰى جَاءَهٗ رَجُلٌ، فَقَالَ:حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ، قَالَ:لَا حَرَجَ، ثُمَّ جَاءَهٗ آخَرُ، فَقَالَ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ، قَالَ:لَا حَرَجَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ، وَالْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ، وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ ، وَكُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ طَرِيْقٌ وَمَنْحَرٌ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۴۴۹۸) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج میں) قربانی کی، پھر بال منڈوائے، اور لوگوں کے لئے بیٹھ گئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بھی سوال پوچھا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ کوئی حرج نہیں حتّٰی کہ ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کیا کہ میں نے قربانی کرنے سے پہلے بال منڈوا لئے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں پھر دوسرا آیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے رمی کرنے سے پہلے بال منڈوا لیے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ پورا میدان عرفات وقوف کی جگہ ہے پورا میدانِ مزدلفہ وقوف کی جگہ ہے پورا میدانِ منیٰ قربان گاہ ہے اور مکہ مکرمہ کا ہر کشادہ راستہ قربان گاہ اور (مکہ میں داخل ہونے کا) راستہ ہے (مسند احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مذکورہ اعمال میں ترتیب کی خلاف ورزی کرنے والوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حرج نہ ہونے کا فتویٰ دیا۔

حضرت اُسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَّذْبَحَ ؟ قَالَ:لَا حَرَجَ (مصنف ابن ابی شیبة) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا، جس نے ذبح کرنے سے پہلے سَر کے بال منڈا لیے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح، وهذا إسناد حسن.

[2] رقم الحدیث ۱۵۱۹۷، کتاب المناسک، باب فی الرجل یحلق قبل أن یذبح.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155007530

(ابن ابی شیبہ)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَسْأَلُوْنَهُ، وَهٰذَا يَقُوْلُ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ، وَهٰذَا يَقُوْلُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا قَبْلُ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا حَرَجَ لَا حَرَجَ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ٤٧٦، ج ا ص ١٨٢)

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا، اور لوگ آپ سے سوال کر رہے تھے، اور کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ میں نے قربانی کرنے سے پہلے بال منڈوا لیے، اور کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ میں نے اس عمل سے پہلے فلاں فلاں کام کر لیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے کہ کوئی حرج نہیں، کوئی حرج نہیں (طبرانی)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی گزشتہ حدیثوں کی طرح ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: زُرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ، قَالَ لَا حَرَجَ، قَالَ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ، قَالَ: لَا حَرَجَ، قَالَ: ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ، قَالَ: لَا حَرَجَ (بخاری) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے رمی کرنے سے پہلے طوافِ زیارت کر لیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں، اس نے کہا کہ میں نے ذبح کرنے سے پہلے بال منڈوا لیے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں، اس نے کہا کہ میں نے رمی کرنے سے پہلے ذبح کر لیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں (بخاری)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے ایک اور شاگرد حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ

---

[1] رقم الحديث ١٧٢٢، كتاب الحج، باب الذبح قبل الحلق، مسند احمد، رقم الحديث ١٨٥٧.
فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075330

يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى، فَيَقُولُ:لَا حَرَجَ ،فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ، قَالَ:اِذْبَحْ وَلَا حَرَجَ وَقَالَ:رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ، فَقَالَ:لَا حَرَجَ(بخاری) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ میں یومُ النحر (یعنی دس ذی الحجہ کے دن) سوال کیا جاتا رہا، تو آپ فرماتے رہے کہ کوئی حرج نہیں، ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا کہ میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوالیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں، اور ایک آدمی نے کہا کہ میں نے شام ہونے کے بعد (یعنی رات کے وقت) رَمی کی ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں (بخاری)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے ایک اور شاگرد حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، حَلَقْتُ وَلَمْ أَنْحَرْ ؟ قَالَ:لَا حَرَجَ وَانْحَرْ،وَجَاءَهُ آخَرُ، فَقَالَ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ ؟ قَالَ:فَارْمِ، وَلَا حَرَجَ (مسند احمد، رقم الحديث ۳۰۳۶) [2]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا، اور اس نے عرض کیا کہ میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈوالیا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں، اور آپ اب قربانی کر لیجئے، اور دوسرا شخص آیا، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں نے رَمی کرنے سے پہلے قربانی کر لی ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اب رمی کر لیجئے، اور کوئی حرج نہیں (مسند احمد)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے ایک اور شاگرد حضرت طاووس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ بِمِنًى فِي الرَّمْيِ وَالْحَلْقِ وَالنَّحْرِ وَالتَّقْدِيْمِ وَالتَّأْخِيْرِ فَقَالَ لَا حَرَجَ (المسند المستخرج على صحيح الإمام مسلم لابى نعيم الاصبهانى، رقم الحديث ۳۰۱۹، كتاب الحج)

---

[1] رقم الحديث ۱۷۳۵، كتاب الحج، باب إذا رمى بعد ما أمسى، أو حلق قبل أن يذبح، ناسيا أو جاهلا.

[2] فى حاشية مسند احمد:إسناده قوى على شرط مسلم.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075 30

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یومُ النحر (یعنی دس ذی الحجہ کے دن) منیٰ میں رمی، حلق اور قربانی کی (ایک دوسرے پر) تقدیم وتاخیر کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں (ابونعیم)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ اعمال کے درمیان تقدیم وتاخیر ہونے پر کوئی حرج نہ ہونے کا فتویٰ روایت کرتے ہیں۔

ملحوظ رہے کہ اس طرح کی احادیث حضرت ابوسعید خدری، اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی سندوں سے بھی مروی ہیں، اور بعض تابعین سے مرسلاً بھی مروی ہیں۔ [1]

اس طرح کی کثیر اور صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دس ذی الحجہ کے اعمال (یعنی رمی، ذبح، حلق، طوافِ زیارت) میں تقدیم وتاخیر ہوجائے، تو کوئی حرج نہیں، اور یہ احادیث لفظاً ومعناً متواتر درجہ سے کم نہیں ہیں۔

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک حدیث ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَدَّمَ مِنْ نُسُکِہٖ شَیْئًا، أَوْ أَخَّرَہٗ فَلَا شَیْءَ عَلَیْہِ (السنن الکبریٰ للبیہقی) [2]

---

[1] عن عبادة بن نسى، قال :حدثنى أبو زبيد، قال :سمعت أبا سعيد الخدرى يقول :سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهو بين الجمرتين عن رجل طاف بالبيت قبل أن يرمى، وحلق قبل أن يذبح، قال :لا حرج، ثم قال :أيها الناس، إن الله قد رفع عنكم الضيق والحرج، ولكن تعلموا مناسككم، فإنها من دينكم(تهذيب الآثار مسند ابن عباس، رقم الحديث ٣٧٥، شرح معانى الآثار، رقم الحديث ٤٠٧٩)

عن أبى رافع، عن على رضى الله عنه، قال :جاء رجل، فقال :يا رسول الله، حلقت قبل أن أذبح؟ قال :لا حرج ثم جاء ه آخر، فقال :نحرت قبل أن أرمى؟ قال :لا حرج، ثم جاء ه آخر، فقال :أفضيت قبل أن أحلق؟ قال :لا حرج(تهذيب الآثار مسند ابن عباس، رقم الحديث ٣٦٧)

عن عكرمة أن النبى صلى الله عليه وسلم قال له رجل :ذبحت قبل أن أرمى الجمرة؟ قال :لا حرج، قال: وقال له رجل :حلقت قبل أن أذبح؟ قال :لا حرج، قال :فما سئل عن شىء يومئذ إلا جعل يومء بيده ويقول: لا حرج(تهذيب الآثار للطبرى، مسند ابن عباس، رقم الحديث ٣٥١)

عن عطاء أن النبى صلى الله عليه وسلم سئل يومئذ عن ست خصال :عمن حلق قبل أن يذبح، أو ذبح قبل أن يرمى، فجعل يقول :لا حرج، لا حرج(تهذيب الآثار للطبرى، مسند ابن عباس، رقم الحديث ٣٦٤)

[2] رقم الحديث ٩٦٣٣، كتاب الحج، ابواب دخول مكة، باب التقديم والتأخير فى عمل يوم النحر، السنن الصغير للبيهقى، رقم الحديث ١٧٠٠.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے حج کا کوئی عمل مقدم کردیا یا مؤخر کردیا، تو اس پر کچھ (گناہ و کفارہ وغیرہ) نہیں (بیہقی)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سُئِلَ عَنْ مَّنْ قَدَّمَ مِنَ الْمَنَاسِكِ شَيْئًا أَوْ أَخَّرَهُ بِجَهَالَةٍ لَهُ غَيْرَ مُتَعَمِّدٍ، فَقَالَ: لَا بَأْسَ عَلَيْهِ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۲۷۴۳، ج ۱۲ ص ۱۵۵)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جس نے اعمال میں سے کوئی عمل مقدم کردیا یا مؤخر کردیا، ناواقفیت کی وجہ سے، اور بغیر جان بوجھ کر؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر کچھ (گناہ و کفارہ وغیرہ) نہیں (طبرانی)

ان روایات میں دس ذی الحجہ کی اعمال کی قید لگائے بغیر حج کے کسی عمل کو مقدم یا مؤخر کرنے پر کچھ نہ ہونے کا حکم لگایا گیا ہے، اگر ان روایات میں مذکور اعمال سے دس ذی الحجہ کے اعمال مراد لئے جائیں، تو یہ روایات گزشتہ احادیث ہی کے مطابق بن جاتی ہیں۔

اس طرح سے دونوں قسم کی روایات اپنی جگہ درست ہیں۔ [1]

البتہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ایک موقوف روایت میں حج کے کسی عمل کو مقدم یا مؤخر کرنے پر دَم کا حکم مذکور ہے۔ [2]

مگر اولاً تو اس روایت کی سند میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے۔ [3]

---

[1] اور کچھ واجب نہ ہونے میں گناہ نہ ہونا بھی داخل ہے، اور دَم واجب نہ ہونا بھی داخل ہے، اگرچہ بعض روایات میں ناواقفیت کی قید ہے، مگر ناواقفیت کی صورت میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ و کراہت وغیرہ نہیں، اور اگر جان بوجھ کر کرے، تو کراہت وغیرہ ہے، مگر کفارہ پھر بھی نہیں۔

[2] عن إبراهيم بن مهاجر ، عن مجاهد ، عن ابن عباس ، قال :من قدم شيئا من حجه ، أو أخره ، فليهرق لذلک دما (مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۱۵۱۸۸ ،باب فی الرجل يحلق قبل ان يذبح، شرح معانی الآثار، رقم الحديث ۴۰۸۱)

[3] چنانچہ اس روایت کی سند میں ابراہیم بن مہاجر ہیں، اور ان کو رجالِ مسلم میں سے کہا گیا ہے، مگر ان کو محدثین نے ضعیف اور بعض نے لیس بہ بأس فرمایا ہے، اور انصاف کی بات یہ ہے کہ یہ صدوق تو ہیں، لیکن اسی کے ساتھ لین الحفظ بھی ہیں، اس لئے ان کے متابع و شواہد ہونے کی صورت میں تو ان کی حدیث کو قبول کیا جاسکتا تھا، مگر یہاں ان کے متابع اور شاہد موجود نہیں ہیں، بلکہ شواہد اس کے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

دوسرے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ان کے متعدد جلیل القدر شاگردوں وغیرہ نے ''لاحرج'' اور ''لاشيء عليه'' یعنی تقدیم وتاخیر ہونے پر کوئی حرج اور کچھ واجب نہ ہونے کی صحیح مرفوع احادیث روایت کی ہیں، یہاں تک کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت مجاہد، اوران کے علاوہ حضرت طاووس سے بھی کوئی چیز واجب نہ ہونے کی روایت مروی ہے۔ [۱]

اور مذکورہ روایت (جس میں تقدیم وتاخیر پر دَم واجب ہونے کا ذکر ہے) کے راوی حضرت مجاہد ہی ہیں، جس سے مذکورہ روایت کی سند میں مزید ضعف پیدا ہوجاتا ہے۔

تیسرے حضرت ابنِ عباس کی ایک روایت میں تقدیم وتاخیر کے بجائے حج کے کسی نسک وعمل کو بھول جانے یا ترک کرنے پر دَم کا حکم مذکور ہے۔

چنانچہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنُ اِبُنِ عَبَّاسٍ، أَنَّـهُ كَانَ يَقُولُ: مَنُ نَسِيَ مِنُ نُسُكِهِ شَيْئًا، أَوُ تَرَكَ فَلْيُهْرِقُ دَمًا، قَالَ أَيُّوبُ: لَا أَدُرِي أَقَالَ تَرَكَ أَمُ نَسِيَ؟ (مؤطا امام محمد، تحت رقم الحديث ۵۰۲، كتاب الحج، باب: من قدم نسكا قبل نسك)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

خلاف ہیں، جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ان سے اس روایت کے الفاظ محفوظ کرنے میں خطاء ہوئی ہے، اوران کی یہ روایت متواتر اور مرفوع احادیث کے مقابلہ میں راجح بلکہ ان کے ہم پلہ نہیں ہوسکتی، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

قال الشيخ في "الإمام": "وإبراهيم بن مهاجر ضعيف انتهى (نصب الراية في تخريج احاديث الهداية، ج۵ص ۳۳۸، كتاب الحج)

إبراهيم ابن مهاجر ابن جابر البجلي الكوفي صدوق لين الحفظ من الخامسة (تقريب التهذيب، ج ۱ ص ۹۴، رقم الترجمة ۲۵۴)

وقال عبد الرحمن بن مهدي عن سفيان الثوري: لا بأس به. وقال يحيى بن سعيد القطان: لم يكن بقوي. وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل عن أبيه: لا بأس به. وقال أيضا عن أبيه: قال يحيى بن معين يوما عند عبد الرحمن بن مهدي - وذكر إبراهيم بن مهاجر والسدي - فقال يحيى: ضعيفان فغضب عبد الرحمن وكره ما قال. وقال عباس الدوري عن يحيى بن معين: ضعيف. وقال أحمد بن عبد الله العجلي: جائز الحديث. وقال النسائي فيما قرأت بخطه: ليس بالقوي في الحديث. وقال في موضع آخر: ليس به بأس. وقال أبو أحمد بن عدي: هو عندي أصلح من إبراهيم الهجري، وحديثه يكتب في الضعفاء (تهذيب الكمال، ج۲ص ۲۱۲، ۲۱۳)

[۱] عن جابر بن زيد؛ في رجل حلق قبل أن ينحر، قال: عليه الفدية، قال: فسألت مجاهدا، وطاووسا؟ فقالا: ليس عليه شيء (مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۱۵۱۸۷، باب في الرجل يحلق قبل ان يذبح)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو اپنے حج کے عمل میں سے کوئی عمل بھول گیا، یا اس نے (کوئی عمل) ترک کردیا، تو اسے چاہئے کہ وہ دَم ادا کرے، حضرت ایوب (راوی) کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ یہ فرمایا کہ اس نے چھوڑ دیا یا بھول گیا (مؤطاامام محمد)

اس روایت میں تقدیم وتاخیر کا ذکر نہیں، اوراس کے بجائے کوئی عمل بھول جانے یا ترک کردینے کا ذکر ہے ،جس میں راوی کو اشتباہ ہوا ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب کوئی عمل اداء کرنا بھول جائے یا اس کو بالکلیہ ترک کردے، اور وہ عمل واجب بھی ہو، تو اس پر دَم کا واجب ہونا ایک معقول بات ہے، جبکہ ہمارا زیرِ بحث مسئلہ ترک کرنے یا ادائیگی کو بھول جانے کے بجائے تقدیم وتاخیر سے ہے، اس لئے مذکورہ روایت سے تقدیم وتاخیر کے بجائے کسی عمل کے بالکلیہ ترک ہوجانے پر دَم واجب ہونا معلوم ہوتا ہے۔

ممکن ہے کہ پہلی روایت کا بھی مطلب یہی ہو، جس کے بیان کرنے کے الفاظ وتعبیر میں راوی کو اشتباہ ہوگیا ہو۔

جس کی ایک دلیل یہ ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے جو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی صحیح مرفوع حدیث مروی ہے، اس میں خاص دس ذی الحجہ کے اعمال یعنی ذبح سے پہلے حلق کرانے، اور رَمی سے پہلے ذبح کرنے میں کوئی حرج نہ ہونے کی حدیث مروی ہے، جس کا ذکر پہلے گزرا۔

اس سلسلہ میں فقہائے کرام کے اقوال اور راجح قول

مذکورہ احادیث وروایات کی روشنی میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ دس ذی الحجہ کے دن پہلے بڑے شیطان کو رمی کرنا، پھر اس کے بعد اگر حجِ تمتع یا حجِ قران کرنے والا ہے، تو قربانی کرنا، پھر اس کے بعد بال کٹوانا یا منڈوانا، ان تینوں اعمال کو اسی ترتیب پر ادا کرنا چاہئے۔

اور ان اعمال کے بعد پھر طوافِ زیارت کرنا چاہئے۔ [1]

---

[1] فصل :وفي يوم النحر أربعة أشياء :الرمي، ثم النحر، ثم الحلق، ثم الطواف .والسنة ترتيبها هكذا؛ فإن النبي -صلى الله عليه وسلم -رتبها، كذلك وصفه جابر في حج النبي -صلى الله عليه وسلم .-وروى أنس، أن النبي -صلى الله عليه وسلم -رمى، ثم نحر، ثم حلق .رواه أبو داود(المغنى لابنِ قدامة، ج۳ص ۳۹۵،فصل في يوم النحر أربعة أشياء الرمي ثم النحر ثم الحلق ثم الطواف)

تاسعا :ترتيب أعمال يوم النحر:

يفعل الحاج بمنى يوم النحر ثلاثة أعمال على هذا الترتيب:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

لیکن کیا دس ذی الحجہ کی رَمی، پھر حجِ تمتع یا حجِ قِران کی قربانی، اوراس کے بعد بال منڈانا یا کٹانا، ان تینوں اعمال کو مذکورہ ترتیب کے مطابق کرنا واجب ہے یا سنت؟

اس میں احادیث وروایات میں اختلاف پائے جانے کی وجہ سے فقہائے کرام کا بھی اختلاف ہے۔

چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک طوافِ زیارت کے علاوہ باقی مذکورہ تینوں اعمال میں ترتیب کو ملحوظ رکھنا واجب ہے، جس کی خلاف ورزی پر دَم واجب ہوتا ہے۔

پس اگر کسی نے رمی کرنے سے پہلے قربانی کردی یا بال منڈائے یا کٹا لیے یا رمی کرنے کے بعد مگر قربانی کرنے سے پہلے بال منڈائے یا کٹا لیے تو اس پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دَم واجب ہے، اور طوافِ زیارت کو ان اعمال کے بعد کرنا سنت ہے۔

اور جن احادیث میں ترتیب کی خلاف ورزی ہونے پر کوئی حرج نہ ہونے کا ذکر ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق ان کا یہ مطلب بیان کیا گیا ہے کہ اس سے مراد گناہ ہونے کی نفی کرنا ہے، دَم واجب ہونے کی نفی کرنا نہیں ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رمی جمرة العقبة، ثم ذبح الهدى إن كان قارنا أو متمتعا (ر :ف ۵ ـ ۷) ثم الحلق أو التقصير.

ثم يذهب إلى مكة فيطوف طواف الزيارة.

والأصل فى هذا الترتيب هو فعله صلى الله عليه وسلم :عن أنس بن مالك رضى الله عنه :أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رمى جمرة العقبة يوم النحر، ثم رجع إلى منزله بمنى، فدعا بذبح فذبح، ثم دعا بالحلاق فأخذ بشق رأسه الأيمن، فجعل يقسم بين من يليه الشعرة والشعرتين، ثم أخذ بشق رأسه الأيسر فحلقه وفى حديث جابر :ثم ركب رسول الله صلى الله عليه وسلم فأفاض إلى البيت (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۷، ص ۵۹، وص ۶۰، مادة "حج")

[1] ملحوظ رہے کہ طوافِ زیارت کا مذکورہ تین اعمال (یعنی دس ذی الحجہ کی رَمی، حج کی قربانی اور بال منڈانے یا کٹانے) کی ترتیب کے وجوب سے تعلق نہیں، اس لئے طوافِ زیارت خواہ ان تینوں اعمال سے پہلے کیا جائے، یا بعد میں کیا جائے، یا بعض کے بعد اور بعض سے پہلے کیا جائے، بہرصورت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بھی دَم واجب نہیں۔

پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ان تینوں اعمال (یعنی دس ذی الحجہ کی رَمی، حج کی قربانی اور بال منڈانے یا کٹانے) میں ترتیب حجِ تمتع یا حجِ قِران کرنے والے پر واجب ہوتی ہے، اور جو حجِ افراد کرنے والا ہے، اس پر کیونکہ حج کی قربانی واجب نہیں، اس لئے اس پر ان تین اعمال کی ترتیب واجب نہیں، البتہ اگر وہ قربانی کرنا چاہے، تو اس ترتیب کا لحاظ افضل ہے، مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک رَمی اور اس کے بعد بال کٹانے یا منڈانے میں ترتیب، حجِ افراد کرنے والے پر بھی واجب ہے، خواہ وہ حج کی قربانی کرے یا نہ کرے۔

پھر اگر کوئی حجِ قِران کرنے والا ہو، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مذکورہ تینوں اعمال میں ترتیب کی خلاف ورزی پر دو دَم واجب ہوں گے، کیونکہ حجِ قران کرنے والے کا احرام حج وعمرہ دونوں کے احراموں پر مشتمل ہوتا ہے، اور ھدی ساتھ لے جانے والا حنفیہ کے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

جبکہ حنفیہ میں سے امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک یہ ترتیب واجب نہیں، بلکہ سنت ہے، جس کی خلاف ورزی پر ان کے نزدیک دَم واجب نہیں ہوتا۔ [1]

اور دلائل کے لحاظ سے ہمارے نزدیک یہی قول راجح ہے، بالخصوص آج کے دور میں جبکہ عام حجاجِ کرام

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

نزدیک متمتع بحکمِ قارن ہوتا ہے، اور صاحبِ درمختار کی تصریح کے مطابق اس پر بھی دو دَم واجب ہیں۔

واعلم أن فی یوم النحر أربعة أفعال الرّمی والذّبح والحلق والطّواف .ثم لا ترتیب فی الطواف؛ فإنه عبادة فی الأحوال كلّها ولیس بجنایة .والنحر لیس بواجب علی المفرد، نعم یجب الترتیب بین الرمی والحلق مطلقاً، وبین الذبح والحلق علی القارن والمتمتع فقط .ولم یُعلم بعد أن هذا الرجل كان قارناً أو مفرداً، فإن كان مفرداً فأبو حنیفة رحمه الله تعالی أیضاً یقول كما فی الحدیث یعنی أنه لا شیء علیه؛ لأن ذلک الذّبح الذی قُدِّمَ علیه الحَلق ذَبْحٌ غیر واجبٍ ولكن كان أفضل له أن یُقَدّمَ الذَّبحَ قبل الحَلْقِ ولكنه إذا قَدَّمَ الحَلْقَ أَجْزَأَهُ ولا شیء علیه(فیض الباری شرح البخاری للكشمیری، ج ا ص ۲۶۰)

(فعلی القارن) ومثله متمتع ساق الهدی (دمان)(الدرالمختار علی الرد المحتار، ج۲ص۵۷۷، باب الجنایات فی الحج)

[1] وبالحدیث الذی روی عن النبی صلی الله علیه و سلم نأخذ أنه قال :لا حرج فی شیء من ذلک . وقال أبو حنیفة رحمه الله :لا حرج فی شیء من ذلک ولم یر فی شیء من ذلک كفارة إلا فی خصلة واحدة المتمتع والقارن إذا حلق قبل أن یذبح قال علیه دم وأما نحن فلا نری علیه شیئا(موطأ امام محمد، باب من قدم نسكا قبل نسک)

اعلم أن الترتیب بین الرمی، والذبح، والحلق للقارن، والمتمتع واجب عند أبی حنیفة، وسنة عندهما(مرقاة المفاتیح، ج۵ص۱۸۳۳،كتاب المناسک، باب فی تقدیم وتأخیر بعض المناسک)

ومن أخر الحلق حتی مضت أیام النحر فعلیه دم عند أبی حنیفة -رَحِمَهُ اللَّهُ -، وكذا إذا أخر طواف الزیارة حتی مضت أیام التشریق فعلیه دم عنده وقالا :لا شیء علیه فی الوجهین وكذا الخلاف فی تأخیر الرمی وفی تقدیم نسک علی نسک كالحلق قبل الرمی، ونحر القارن قبل الرمی، والحلق قبل الذبح (الهدایة، ج۴، ص ۳۶۶، باب الجنایات)

فذهب الحنفیة إلی وجوب الترتیب بین أعمال منی حسب الوارد، أما الترتیب بینها وبین طواف الإفاضة فسنة.

واستدلوا بأدلة منها:

مراعاة اتباع فعل النبی صلی الله علیه وسلم كما نص علیه حدیث أنس، وقوله تعالی :(لیذكروا اسم الله علی ما رزقهم من بهیمة الأنعام فكلوا منها وأطعموا البائس الفقیر ثم لیقضوا تفثهم ولیوفوا نذورهم ولیطوفوا بالبیت العتیق)

وجه الاستدلال أنه أمر بقضاء التفث وهو الحلق مرتبا علی الذبح، فدل علی وجوب الترتیب(الموسوعة الفقهیة الكویتیة، ج۱۷، ص ۶۱،وص ۶۲، مادة "حج")

Idara Ghufran

کو ان اعمال کی ترتیب کی رعایت کرنے میں بے شمار مشکلات کا سامنا ہے، چنانچہ آج کے دور میں حکومتی انتظامات کے پیشِ نظر جانوروں کی خریداری اور ان کی بود و باش کا انتظام اور ان کو حرم کی حدود اور خاص کر منیٰ میں رَمی کے بعد اور بال منڈانے سے پہلے ذبح کرنے کی ترتیب پر عمل کرنا عام حجاجِ کرام کے لئے ایک مشکل مرحلہ بن چکا ہے۔

مزید براں حکومتِ سعودیہ کی طرف سے حجاجِ کرام کی قربانی کے لئے پیشگی رقم بھی جبری طور پر حاصل کی جانے لگی ہے، برخلاف پہلے زمانہ کے، جس میں قربانی کے جانور کی خریداری اور اس کی بود و باش بلکہ اس کو اپنے ہمراہ رکھنا، اور اس سے بڑھ کر اپنے علاقہ سے قربانی کے جانور کو ساتھ لے جانا بھی کوئی مشکل مرحلہ نہ تھا، جس کو فقہائے کرام نے ''سوقِ ھدی'' سے تعبیر فرمایا ہے، اور اس کے مستقل احکام و ابواب ذکر و قائم فرمائے ہیں، لہٰذا پہلے زمانہ میں حج کرنے والے کو اپنے ہمراہ موجود قربانی کے جانور کو رَمی کے بعد ذبح کر کے حلق کرانے کی ترتیب پر عمل کرنا کوئی مشکل اور متعذر عمل نہیں تھا، اس لئے احتیاط کے پیشِ نظر اس قول پر عمل بھی کیا جاتا رہا، اور فتویٰ بھی دیا جاتا رہا۔ [1]

---

[1] لہٰذا موجودہ دور کے بعض علماء کا ترتیب کے وجوب پر بہر صورت مصِر رہنا اور عوامی مشکلات کا حل نہ نکالنا، اور اس سے بڑھ کر مسلکی تعصّبات سے بالاتر ہو کر شرعی دلائل میں منصِفانہ تدبر نہ فرمانا مبنی بر اعتدال کہلائے جانے کا مستحق نہیں ہے۔

یومُ النحر کے اعمال میں تقدیم و تاخیر پر کوئی حرج نہ ہونے کی احادیث متواتر ہیں، جن سے یقین کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، اور بظاہر لاحرج سے اثم اور دَم دونوں کی نفی ثابت ہوتی ہے، کیونکہ سوال کرنے والوں کا سوال عام تھا، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس تقدیم و تاخیر کا حکم معلوم کیا جا رہا تھا، اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد صرف رفع اثم ہوتی، اور رفع دَم نہ ہوتی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ضرور وضاحت فرماتے، کیونکہ یہ معرضِ بیان کا موقع تھا، جبکہ کسی ایک راوی نے بھی دَم کا ذکر نہیں فرمایا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کے ضمن میں شام ہونے کے بعد رَمی کرنے کا بھی سوال کیا گیا، اس کے جواب میں بھی آپ نے یہی ''لاحرج'' فرمایا، جس سے بالاتفاق رفع دَم مراد ہے، اور آج بھی اگر کوئی شخص اس طرح کا عمل کر کے کسی مفتی یا عالم سے حکم معلوم کرے، اور وہ اس کے جواب میں کہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، تو اس سے رفع اثم اور رفع دَم دونوں ہی سمجھے جاتے ہیں، بلکہ رفع اثم کے مقابلہ میں رفع دَم بدرجہ اولیٰ سمجھا جاتا ہے، کیونکہ ایک مستفتی کا اصل مقصود دنیا کے اعتبار سے اس کا حکم معلوم کرنا ہوتا ہے۔

اور اگر ان روایات میں رفع اثم ہی مراد لیا جائے، اور رفع دَم مراد نہ لیا جائے، تو پھر رات میں رمی کی طرح طوافِ زیارت کی تقدیم میں بھی یہی حکم ہونا چاہئے، اور دَم واجب ہونا چاہئے، کیونکہ ان میں سے کئی روایات میں طوافِ زیارت کی تقدیم پر بھی لاحرج ہی فرمایا گیا۔

جہاں تک حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے ایک اثر کا تعلق ہے، جس میں کسی نُسک کی تقدیم یا تاخیر پر دَم کا ذکر کیا گیا ہے، تو اولاً تو اس ایک ایسے غیر مرفوع اثر کے مقابلہ میں کہ جس کی سند پر بھی محدثین نے کلام کیا ہے، مرفوع اور متواتر احادیث کو ترجیح حاصل ہوگی، دوسرے اس اثر میں کسی مخصوص نُسک کی تعیین نہیں، اور حج کے نسک بے شمار ہیں، جن میں یوم النحر کے اعمال کے علاوہ بھی کئی اعمال داخل ہیں، اور اس عموم کا تقاضا یہ ہے کہ دیگر حج کے تمام نسک کی تقدیم و تاخیر پر بھی دَم واجب ہو، یہاں تک کہ اگر کوئی طوافِ زیارت کو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

اور مالکیہ کے نزدیک دس ذی الحجہ کی رَمی کو سر کے بال منڈانے یا کٹانے اور طوافِ زیارت سے پہلے کرنا واجب ہے، جس کی خلاف ورزی پر دَم واجب ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رمی، ذبح، حلق وغیرہ سے پہلے کرے، تو اس پر بھی دَم واجب ہو، کیونکہ طوافِ زیارت بھی حج کے نُسک بلکہ اعلیٰ نُسک میں داخل ہے، جس کا کوئی بھی قائل نہیں، اور برسبیلِ تسلیم بھی اس اثر کا ایسا محمل مراد لیا جاسکتا ہے، جس سے مذکورہ متواتر احادیث سے تعارض بھی لازم نہ آئے، مثلاً کسی نے کوئی واجب نُسک اس کا وقت شروع ہونے سے پہلے یا وقت گزرنے کے بعد ادا کیا، جس سے اس کی شرعاً سرے سے ادائیگی ہی معتبر نہ ہوئی، تو اس سے
اس پر دَم لازم ہوگا، مثلاً کسی نے غیر معذور ہوتے ہوئے قبل از وقت یا بعد از وقت وقوفِ مزدلفہ یا رَمی کی، جس کی خود حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے الفاظ سے تائید ہوتی ہے، کما مر۔

جہاں تک قرآن مجید کی ایک آیت "**ولاتحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الھدی محلہ**" کا تعلق ہے، تو اولاً تو یہ آیت محصر کے بارے میں ہے، چنانچہ اس جملہ سے پہلے کا مضمون اس طرح سے ہے کہ "**فان احصرتم فما استیسر من الھدی، ولاتحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الھدی محلہ**" اور احصار کی صورت میں احرام سے نکلنے کے لئے کوئی اور نسک اور محلل ہوتا نہیں، کیونکہ محصر رَمی، طواف، سعی وغیرہ ہر قسم کے مناسک کی ادائیگی سے معذور ہوتا ہے، لہٰذا اس آیت میں محصر کے تحلل کو بیان کرنا مقصود ہے، اور خود اس آیت میں لفظِ "**محلہ**" میں بھی فقہائے کرام کی آراء مختلف ہیں، شافعیہ وغیرہ کے نزدیک "**محلہ**" سے مراد حلال ہونے کی وہی جگہ ہے، جہاں احصار لاحق ہوا، جبکہ اِس کے برعکس اصل حج میں تحلل دو ہیں، ایک اول اور دوسرے ثانی، اور ان کی تعیین میں بھی فقہائے کرام کی آراء مختلف ہیں، دوسرے اس آیت میں صرف محصر کے تحلل کو بیان کرنا مقصود ہے، اور محصر سے رَمی وغیرہ جیسے نُسک کی ادائیگی کا تصور ممکن نہیں، پھر یوم النحر کے اعمال (رَمی، ذبح، حلق) میں ترتیب کے وجوب کا حکم نکالنا کیسے درست ہوسکتا ہے، اور اس کے باوجود بھی اگر ذبح و حلق میں وجوبِ ترتیب کے استدلال پر اصرار کیا جائے، تو اس استدلال کے لئے احادیثِ متواترہ مانع ہیں، جن سے اس استدلال کی تقویت متاثر ہوتی ہے، اور آخری درجہ میں اس کو ترتیبِ مسنون پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے، اس طرح اس کا احادیث سے بھی تعارض ختم ہوجاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حنفیہ میں سے صاحبین اور جمہور فقہائے کرام نے یوم النحر کے اعمال میں فی الجملہ اور علی الاطلاق ترتیب کو واجب قرار نہیں دیا، جبکہ یہ فقہائے کرام بھی مذکورہ آیت اور اس کے معنیٰ و مطلب سے بخوبی واقف تھے۔

اور قرآن مجید میں مذکور "**ثم لیقضوا تفثھم ولیوفوا نذورھم ولیطوفوا بالبیت العتیق**" سے بھی ترتیب کے وجوب پر استدلال تام نہیں ہے، کیونکہ اس آیت میں قربانی کے بعد لفظِ ثم کے ساتھ "**یقضِ تفث**" اور پھر حرفِ عطف کے ساتھ طواف کا ذکر ہے، تو قربانی کے بعد "**یقضِ تفث**" کے وجوب پر استدلال کا تقاضا یہ ہوا کہ طواف بھی قربانی کے بعد واجب ہو، جبکہ طوافِ زیارت کو قربانی کے بعد کرنا واجب نہیں، اسی طرح "**یقضِ تفث**" بھی قربانی کے بعد واجب نہ ہوا، البتہ اگر اس سے مسنون درجہ کی حد تک ثبوت مراد لیا جائے، تو مذکورہ شبہ سے نجات مل جاتی ہے۔

عن سعید بن جبیر، عن ابن عباس، أنہ کان یقول :من نسی من نسکہ شیئا، أو ترک فلیھرق دما ، قال أیوب: لا أدری أقال ترک أم نسی؟ قال محمد :وبالحدیث الذی روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نأخذ أنہ قال: لا حرج فی شیء من ذلک، وقال أبو حنیفۃ رحمہ اللہ :لا حرج فی شیء من ذلک، ولم یر فی شیء من ذلک کفارۃ إلا فی خصلۃ واحدۃ، المتمتع والقارن إذا حلق قبل أن یذبح قال :علیہ دم، وأما نحن، فلا نری علیہ شیئا(مؤطا امام محمد، تحت رقم الحدیث ۵۰۲، کتاب الحج، باب :من قدم نسکا قبل نسک)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075530

لہٰذا اگر کسی نے رَمی سے پہلے سر کے بال منڈا یا کٹا لئے، یا رَمی سے پہلے طوافِ زیارت کرلیا، تو دَم لازم ہوتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

السؤال عن أربعة أشياء الحلق قبل الذبح والحلق قبل الرمى والنحر قبل الرمى والإفاضة قبل الرمى والأوليان فى حديث بن عباس أيضا كما مضى وعند الدارقطنى من حديث بن عباس أيضا السؤال عن الحلق قبل الرمى وكذا فى حديث جابر وفى حديث أبى سعيد عند الطحاوى وفى حديث على عند أحمد السؤال عن الإفاضة قبل الحلق وفى حديثه عند الطحاوى السؤال عن الرمى والإفاضة معا قبل الحلق وفى حديث جابر الذى علقه المصنف فيما مضى ووصله بن حبان وغيره السؤال عن الإفاضة قبل الذبح وفى حديث أسامة بن شريك عند أبى داود السؤال عن السعى قبل الطواف قوله اذبح ولا حرج أى لا ضيق عليك فى ذلك وقد تقدم فى باب الذبح قبل الحلق تقرير ترتيبه وذلك أن وظائف يوم النحر بالاتفاق أربعة أشياء رمى جمرة العقبة ثم نحر الهدى أو ذبحه ثم الحلق أو التقصير ثم طواف الإفاضة وفى حديث أنس فى الصحيحين أن النبى صلى الله عليه وسلم أتى منى فأتى الجمرة فرماها ثم أتى منزله بمنى فنحر وقال للحالق خذ ولأبى داود رمى ثم نحر ثم حلق وقد أجمع العلماء على مطلوبية هذا الترتيب إلا أن بن الجهم المالكى استثنى القارن فقال لا يحلق حتى يطوف كأنه لاحظ أنه فى عمل العمرة والعمرة يتأخر فيها الحلق عن الطواف ورد عليه النووى بالإجماع ونازعه بن دقيق العيد فى ذلك واختلفوا فى جواز تقديم بعضها على بعض فأجمعوا على الإجزاء فى ذلك كما قاله بن قدامة فى المغنى إلا أنهم اختلفوا فى وجوب الدم فى بعض المواضع وقال القرطبى روى عن بن عباس ولم يثبت عنه أن من قدم شيئا على شيء فعليه دم وبه قال سعيد بن جبير وقتادة والحسن والنخعى وأصحاب الرأى انتهى وفى نسبة ذلك إلى النخعى وأصحاب الرأى نظر فإنهم لا يقولون بذلك إلا فى بعض المواضع كما سيأتى قال وذهب الشافعى وجمهور السلف والعلماء وفقهاء أصحاب الحديث إلى الجواز وعدم وجوب الدم لقوله للسائل لا حرج فهو ظاهر فى رفع الإثم والفدية معا لأن اسم الضيق يشملهما قال الطحاوى ظاهر الحديث يدل على التوسعة فى تقديم بعض هذه الأشياء على بعض قال إلا أنه يحتمل أن يكون قوله لا حرج أى لا إثم فى ذلك الفعل وهو كذلك لمن كان ناسيا أو جاهلا وأما من تعمد المخالفة فتجب عليه الفدية وتعقب بأن وجوب الفدية يحتاج إلى دليل ولو كان واجبا لبينه صلى الله عليه وسلم حينئذ لأنه وقت الحاجة ولا يجوز تأخيره وقال الطبرى لم يسقط النبى صلى الله عليه وسلم الحرج إلا وقد أجزأ الفعل إذ لو لم يجزء لأمره بالإعادة لأن الجهل والنسيان لا يضعان عن المرء الحكم الذى يلزمه فى الحج كما لو ترك الرمى ونحوه فإنه لا يأثم بتركه جاهلا أو ناسيا لكن يجب عليه الإعادة والعجب ممن يحمل قوله ولا حرج على نفى الإثم فقط ثم يخص ذلك ببعض الأمور دون بعض فإن كان الترتيب واجبا يجب بتركه دم فليكن فى الجميع وإلا فما وجه تخصيص بعض دون بعض مع تعميم الشارع الجميع بنفى الحرج وأما احتجاج النخعى ومن تبعه فى تقديم الحلق على غيره بقوله تعالى ولا تحلقوا رء وسكم حتى يبلغ الهدى محله قال فمن حلق قبل الذبح أهراق دما عنه رواه بن أبى شيبة بسند صحيح فقد أجيب بأن المراد ببلوغ محله وصوله إلى الموضع الذى يحل ذبحه فيه وقد حصل وإنما يتم ما أراد أن لو قال ولا تحلقوا حتى تنحروا واحتج الطحاوى أيضا بقول بن عباس من قدم شيئا من نسكه أو أخره

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075 30

اور باقی چیزوں میں ترتیب واجب نہیں، بلکہ مستحب ومندوب ہے، اوران کے نزدیک حج کی قربانی کے ساتھ ان اعمال کی ترتیب کے واجب ہونے کا تعلق نہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فليهرق لذلک دما قال وهو أحد من روى أن لا حرج فدل على أن المراد بنفي الحرج نفي الإثم فقط وأجيب بأن الطريق بذلک إلى بن عباس فيها ضعف فإن بن أبي شيبة أخرجها وفيها إبراهيم بن مهاجر وفيه مقال وعلى تقدير الصحة فيلزم من يأخذ بقول بن عباس أن يوجب الدم في كل شيء من الأربعة المذكورة ولا يخصه بالحلق قبل الذبح أو قبل الرمي وقال بن دقيق العيد منع مالک وأبو حنيفة تقديم الحلق على الرمي والذبح لأنه حينئذ يكون حلقا قبل وجود التحللين وللشافعي قول مثله وقد بنى القولان له على أن الحلق نسک أو استباحة محظور فإن قلنا إنه نسک جاز تقديمه على الرمي وغيره لأنه يكون من أسباب التحلل وإن قلنا إنه استباحة محظور فلا قال وفي هذا البناء نظر لأنه لا يلزم من كون الشيء نسكا أن يكون من أسباب التحلل لأن النسک ما يثاب عليه وهذا مالک يرى أن الحلق نسک ويرى أنه لا يقدم على الرمي مع ذلک وقال الأوزاعي إن أفاض قبل الرمي أهراق دما وقال عياض اختلف عن مالک في تقديم الطواف على الرمي وروى بن عبد الحكم عن مالک أنه يجب عليه إعادة الطواف فإن توجه إلى بلده بلا إعادة وجب عليه دم قال بن بطال وهذا يخالف حديث بن عباس وكأنه لم يبلغه انتهى قلت وكذا هو في رواية بن أبي حفصة عن الزهري في حديث عبد الله بن عمرو وكأن مالكا لم يحفظ ذلک عن الزهري قوله فما سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن شيء قدم ولا أخر في رواية يونس عند مسلم وصالح عند أحمد فما سمعته سئل يومئذ عن أمر مما ينسى المرء أو يجهل من تقديم بعض الأمور على بعض أو أشباهها إلا قال افعلوا ذلک ولا حرج واحتج به وبقوله في رواية مالک لم أشعر بأن الرخصة تختص بمن نسي أو جهل لا بمن تعمد قال صاحب المغني قال الأثرم عن أحمد إن كان ناسيا أو جاهلا فلا شيء عليه وإن كان عالما فلا لقوله في الحديث لم أشعر وأجاب بعض الشافعية بأن الترتيب لو كان واجبا لما سقط بالسهو كالترتيب بين السعي والطواف فإنه لو سعى قبل أن يطوف وجب إعادة السعي وأما ما وقع في حديث أسامة بن شريک فمحمول على من سعى بعد طواف القدوم ثم طاف طواف الإفاضة فإنه يصدق عليه أنه سعى قبل الطواف أي طواف الركن ولم يقل بظاهر حديث أسامة إلا أحمد وعطاء فقالا لو لم يطف للقدوم ولا لغيره وقدم السعي قبل طواف الإفاضة أجزأه أخرجه عبد الرزاق عن بن جريج عنه وقال بن دقيق العيد ما قاله أحمد قوي من جهة أن الدليل دل على وجوب اتباع الرسول في الحج بقوله خذوا عني مناسككم وهذه الأحاديث المرخصة في تقديم ما وقع عنه تأخيره قد قرنت بقول السائل لم أشعر فيختص الحكم بهذه الحالة وتبقى حالة العمد على أصل وجوب الاتباع في الحج وأيضا فالحكم إذا رتب على وصف يمكن أن يكون معتبرا لم يجز اطراحه ولا شک أن عدم الشعور وصف مناسب لعدم المؤاخذة وقد علق به الحكم فلا يمكن اطراحه بإلحاق العمد به إذ لا يساويه وأما التمسک بقول الراوي فما سئل عن شيء إلخ فإنه يشعر بأن الترتيب مطلقا غير مراعى فجوابه أن هذا الإخبار من الراوي يتعلق بما وقع السؤال عنه وهو مطلق بالنسبة إلى حال السائل والمطلق لا يدل على أحد الخاصين بعينه فلا يبقى حجة في حال العمد والله أعلم (فتح الباري لابن حجر، ج۳، ص ۵۷۱، وص ۵۷۲، قوله باب الفتيا على الدابة عند الجمرة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

پس مالکیہ کے نزدیک قربانی کو رَمی سے مؤخر کرنا، یا سر کے بال کٹانے یا منڈانے کو قربانی سے مؤخر کرنا مستحب ومندوب ہے،جس کی خلاف ورزی پر دَم واجب نہیں۔

لہٰذا اگر کسی نے قربانی سے پہلے سر کے بال منڈا یا کٹالئے، یا رَمی کرنے سے پہلے قربانی کرلی، یا قربانی سے پہلے طوافِ زیارت کرلیا، یا سر کے بال منڈانے یا کٹانے سے پہلے طوافِ زیارت کرلیا، یا قربانی اور سر کے بال منڈانے یا کٹانے دونوں سے پہلے طوافِ زیارت کرلیا، تو مالکیہ کے نزدیک دَم لازم نہیں ہوتا۔[1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فإذا ثبت هذا فيوم النحر يختص بأربعة أشياء: الرمى، والنحر، والحلق، والطواف، وترتيب ذلك على ما ذكرنا سنة، فيبدأ بالرمى ثم بالنحر، ثم بالحلق ثم بالطواف قال الله تعالى: ثم ليقضوا تفثهم، يعنى: الرمى. وليوفوا نذورهم يعنى: نحر الهدى، وقال تعالى: ولا تحلقوا رء وسكم حتى يبلغ الهدى محله وأمر بالحلق بعد نحر الهدى، وقال تعالى: وليطوفوا بالبيت العتيق، وروى أنس بن مالك أن النبى صلى الله عليه وسلم رمى جمرة العقبة وذبح ودعا بالحالق، فناوله شقه الأيمن فحلقه، فأعطاه أبا طلحة، ثم أعطاه شقه الأيسر فحلقه، ثم قال اقسمه بين الناس (الحاوى فى فقه الشافعى للماوردى، ج۴ص۱۸۶، كتاب الحج، باب دخول مكة)

[1] علم مما مر فى كلام المصنف أنه يفعل فى اليوم الأول من أيام النحر أربعة أشياء: مرتبة الرمى فالنحر فالحلق فالطواف، لكن الثلاثة الأول فى منى والرابع فى مكة، والدليل على ذلك حديث جابر الصحيح: أنه -صلى الله عليه وسلم- رمى ثم نحر ثم حلق ثم ركب إلى البيت فأفاض وصلى بمكة الظهر لكن حكم هذا الترتيب مختلف، فتقديم الرمى على الحلق وعلى الإفاضة واجب، فإن حلق قبل الرمى أو طاف للإفاضة قبله لزمه دم، بخلاف تأخير الذبح عن الرمى أو تأخير الحلق عن الذبح فمندوب، كتأخير الإفاضة عن الذبح (الفواكه الدوانى على رسالة ابن ابى زيد القيروانى، ج۱ص۳۶۳، باب فى الحج والعمرة)

(قوله: ثم بعد إلخ) حاصله أنه يفعل فى اليوم الأول من أيام النحر أشياء مرتبة الرمى فالنحر فالحلق فالطواف، لكن الثلاثة الأول فى منى والرابع فى مكة لكن حكم هذا الترتيب مختلف فتقديم الرمى على الحلق وعلى الإفاضة واجب، فإن حلق قبل الرمى أو طاف للإفاضة قبله لزمه دم بخلاف تأخير الذبح عن الرمى أو تأخير الحلق عن الذبح فمندوب كتأخير الإفاضة عن الذبح، والحاصل أنه إذا حلق قبل أن يذبح أو ذبح قبل أن يرمى أو أفاض قبل الذبح أو الحلق أو قبلهما معا فلا دم عليه (حاشية العدوى على كفاية الطالب الربانى، ج۱ص۵۴۴، باب فى الحج)

وقال المالكية: الواجب فى الترتيب: تقديم الرمى على الحلق وعلى طواف الإفاضة، وغير ذلك من الترتيب لا يجب، بل هو سنة. استدلوا على وجوب تقديم الرمى على الحلق بأنه بالإجماع ممنوع من حلق شعره قبل التحلل الأول، ولا يحصل التحلل الأول إلا برمى جمرة العقبة. واستدلوا على عدم وجوب تقديم الذبح على الحلق بحديث عبد الله بن عمرو السابق، أخذا بالتقديم والتأخير المنصوص عليه فى الحديث، وفسروا فما سئل عن شىء قدم ولا أخر . . . بأن المراد مما ذكر فى صدر الحديث لتقديمه وتأخيره (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۷، ص۶۱، وص۶۲، مادة "حج")

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

اورامام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اگر بھولے سے یا مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ترتیب کی خلاف ورزی کی ہو،تو دَم واجب نہیں ہے۔

اوراگر جان بوجھ کراورمسئلہ معلوم ہوتے ہوئے ترتیب کی خلاف ورزی کی ہو،تواس میں امام احمد کی دو روایات ہیں،ایک روایت کے مطابق دَم واجب ہے،اوردوسری روایت کے مطابق دَم واجب نہیں۔ [1]

اورامام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اگر بھولے سے یا مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ترتیب کی خلاف ورزی کی ہو،تو دَم واجب نہیں ہے۔

اوراگر جان بوجھ کراورمسئلہ معلوم ہوتے ہوئے ترتیب کی خلاف ورزی کی ہو،تواس میں امام احمد کی دو روایات ہیں،ایک روایت کے مطابق دَم واجب ہے،اوردوسری روایت کے مطابق دَم واجب نہیں۔ [1]

---

[1] فإن أخل بترتيبها، ناسيا أو جاهلا بالسنة فيها، فلا شيء عليه، في قول كثير من أهل العلم، منهم الحسن، وطاوس، ومجاهد، وسعيد بن جبير، وعطاء ، والشافعي، وإسحاق، وأبو ثور، وداود، ومحمد بن جرير الطبري .

وقال أبو حنيفة :إن قدم الحلق على الرمي، أو على النحر، فعليه دم، فإن كان قارنا فعليه دمان .

وقال زفر :عليه ثلاثة دماء ، لأنه لم يوجد التحلل الأول، فلزمه الدم، كما لو حلق قبل يوم النحر .

ولنا، ما روى عبد الله بن عمرو، قال :قال رجل :يا رسول الله، حلقت قبل أن أذبح .قال :اذبح، ولا حرج. فقال آخر :ذبحت قبل أن أرمي؟ قال :ارم، ولا حرج متفق عليه وفي لفظ قال :فجاء رجل، فقال :يا رسول الله، لم أشعر، فحلقت قبل أن أذبح .وذكر الحديث .قال :فما سمعته يسأل يومئذ عن أمر مما ينسى المرء أو يجهل، من تقديم بعض الأمور على بعضها، وأشباهها، إلا قال :(افعلوا ولا حرج عليكم) . رواه مسلم.

وعن ابن عباس، عن النبي -صلى الله عليه وسلم -أنه قيل له يوم النحر، وهو بمنى، في النحر، والحلق، والرمي، والتقديم، والتأخير، فقال :(لا حرج) متفق عليه، ورواه عبد الرزاق، عن معمر، عن الزهري، عن عيسى بن طلحة، عن عبد الله بن عمرو، وفيه :فحلقت قبل أن أرمي، وتابعه على ذلك محمد بن أبي حفصة، عن الزهري، عن عيسى، عن عبد الله بن عمرو، قال :سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم - وأتاه رجل، فقال :يا رسول الله، إني حلقت قبل أن أرمي؟ قال :ارم، ولا حرج .قال :وأتاه آخر، فقال :إني أفضت قبل أن أرمي؟ قال :أرم، ولا حرج .وعن ابن عباس، أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -سئل يوم النحر، عن رجل حلق قبل أن يرمي؟ فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-لا حرج، لا حرج .رواه الدارقطني كله .وسنة رسول الله -صلى الله عليه وسلم -أحق أن تتبع.

على أنه لا يلزم من سقوط الدم بفقد الشيء في وقته، سقوطه قبل وقته، فإنه لو حلق في العمرة بعد السعي، لا شيء عليه، وإن كان الحل ما حصل قبله، وكذلك في مسألتنا، إذا قلنا :إن الحل يحصل بالحلق، فقد حلق قبل التحلل، ولا دم عليه.

فأما إن فعله عمدا، عالما بمخالفة السنة في ذلك، ففيه روايتان :إحداهما، لا دم عليه .وهو قول عطاء ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

خلاصہ یہ کہ دس ذی الحجہ کے حوالہ سے پہلے جمرۂ عقبہ کی رمی (یعنی بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا) اور پھر حجِ تمتع یا حجِ قران کی قربانی کرنا، اور پھر بال منڈانا یا کٹانا، اور اس کے بعد طوافِ زیارت کرنا، یہ تمام اعمال اس ترتیب کے مطابق ادا کرنے کے سنت اور واجب ہونے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے، اور ہمارے نزدیک دلائل کے لحاظ سے اس ترتیب کو سنت قرار دینے والے فقہائے کرام کا قول راجح ہے۔

لہٰذا ان سب اعمال کو مذکورہ ترتیب کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، تاکہ سنت کی ترتیب پر عمل ہو جائے، اور تمام فقہائے کرام کے اقوال کی رعایت رہے، لیکن اگر اس ترتیب پر عمل کرنا دُشوار ہو، یا اس پر کسی وجہ سے عمل نہ ہو سکے، تو ان اعمال کو ترتیب کے خلاف کرنے کی وجہ سے ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ دَم واجب نہیں ہوگا۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ۔

محمد رضوان

۱۱/ رمضان المبارک/۱۴۳۴ھ 21 / جولائی/2013ء بروز اتوار

ادارہ غفران، راولپنڈی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وإسحاق؛ لإطلاق حديث ابن عباس، وكذلك حديث عبد الله بن عمرو، من رواية سفيان بن عيينة.
والثانية، عليه دم .روى نحو ذلك عن سعيد بن جبير، وجابر بن زيد، وقتادة، والنخعي؛ لأن الله تعالى قال: (ولا تحلقوا رء وسكم حتى يبلغ الهدى محله) ولأن النبي -صلى الله عليه وسلم -رتب، وقال :(خذوا عنى مناسككم)
والحديث المطلق قد جاء مقيدا، فيحمل المطلق على المقيد .قال الأثرم :سمعت أبا عبد الله يسأل عن رجل حلق قبل أن يذبح؟ فقال :إن كان جاهلا، فليس عليه، فأما التعمد فلا، لأن النبي -صلى الله عليه وسلم -سأله رجل، فقال :لم أشعر .قيل لأبي عبد الله :سفيان بن عيينة لا يقول :لم أشعر .فقال :نعم، ولكن مالكا والناس عن الزهري :لم أشعر، قيل لأبي عبد الله :وهو في الحديث، وقال مالك :إن قدم الحلق على الرمي فعليه دم، وإن قدمه على النحر أو النحر على الرمي فلا شيء عليه .لأنه بالإجماع ممنوع من حلق شعره قبل التحلل الأول، ولا يحصل إلا برمي الجمرة، فأما النحر قبل الرمي فجائز؛ لأن الهدى قد بلغ محله .ولنا، الحديث؛ فإنه لم يفرق بينهما، فإن النبي -صلى الله عليه وسلم -قيل له في الحلق، والنحر، والتقديم، والتأخير، فقال :(لا حرج).
ولا نعلم خلافا بينهم في أن مخالفة الترتيب لا تخرج هذه الأفعال عن الإجزاء، ولا يمنع وقوعها موقعها، وإنما اختلفوا في وجوب الدم، على ما ذكرنا، والله أعلم(المغنى لابنِ قدامة، ج۳ص۳۹۵، وص۳۹۶،فصل في يوم النحر أربعة أشياء الرمي ثم النحر ثم الحلق ثم الطواف)

Idara Ghufran

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

* 1 دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

سونے کے آداب (قسط ۸)

رات کو اُٹھ کر پیشاب یا قضائے حاجت کرنا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَضٰى حَاجَتَهُ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ نَامَ (مسلم، رقم الحدیث ۳۰۴"۲۰")

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات میں اُٹھے، پھر قضائے حاجت فرمائی، پھر اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا، پھر سو گئے (مسلم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، فَدَخَلَ الْخَلَاءَ، فَقَضٰى حَاجَتَهُ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ، ثُمَّ نَامَ (ابن ماجه، رقم الحديث ۵۰۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات میں اُٹھے، پھر بیت الخلاء تشریف لے گئے، پھر قضائے حاجت فرمائی، پھر اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا، پھر سو گئے (ابنِ ماجہ)

اس سے معلوم ہوا کہ رات کو سوتے وقت اگر پیشاب یا قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئے، تو اُٹھ کر قضائے حاجت کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور بہتر یہ ہے کہ فراغت کے بعد وضو کرلیا جائے، یا کم از کم ہاتھ اور چہرے کو دھولیا جائے، اگرچہ اس کے بغیر سونے میں بھی گناہ نہیں۔

سونے والی جگہ پیشاب کرنا

حضرت امیمہ بنتِ رقیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَحٌ مِنْ عِيدَانٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ، يَبُولُ فِيهِ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

بِاللَّيْلِ (ابوداؤد، رقم الحديث ۲۴، مستدرک حاکم، رقم الحديث ۵۹۳) ۱

ترجمہ: نبی ﷺ کا ایک لکڑی کا پیالہ تھا، جو آپ کی چار پائی کے نیچے ہوتا تھا، جس میں آپ رات کے وقت (بوقتِ ضرورت) پیشاب کرلیا کرتے تھے (ابوداود)

حضرت اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصٰى إِلٰى عَلِيٍّ، وَلَقَدْ دَعَا بِطَسْتٍ، فَبَالَ فِيهِ، وَإِنَّهُ لَعَلٰى صَدْرِىْ، فَانْخَنَثَ، فَمَاتَ، وَمَا أَشْعُرُ بِهِ (ابـن حبـان، رقم الحديث ۶۶۰۳، ذِكْرُ الْخَبَرِ الْمُدْحِضِ قَوْلَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَى إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي عِلَّتِهِ) ۲

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (وفات سے پہلے) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگایا تھا، جس میں آپ نے (بیماری وکمزوری کے باعث) پیشاب کیا تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینہ پر تھے، تو آپ ایک طرف کو لڑھک گئے، اور آپ کی موت واقع ہوگئی، اور مجھے آپ کی موت کا علم بھی نہ ہوا (ابن حبان)

بعض صحابۂ کرام سے بھی بوقتِ ضرورت کسی برتن (پوٹ) میں پیشاب کرنا ثابت ہے۔ ۳

---

۱ قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد وسنة غريبة وأميمة بنت رقيقة صحابية مشهورة مخرج حديثها في الوحدان للأئمة، ولم يخرجاه .

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

۲ في حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

۳ حَدَّثَنَا غَوْثُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ زِيَادٍ الْمِصْرِيُّ، قَالَ :حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ :دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ، فَدَعَا بِطَسْتٍ، وَقَالَ لِلْجَارِيَةِ :اسْتُرِينِي، فَسَتَرَتْهُ، فَبَالَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى أَنْ يَبُولَ أَحَدُكُمْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ (ابن حبان، رقم الحديث ۱۴۱۹)

في حاشية ابن حبان: إسناده صحيح.

سعيد بن أبي بردة ، قال :رأيت أبا وائل جالسا في مسجد البيت ، ثم دعا بطست فبال فيها(مصنف ابن ابي شيبة،رقم الحديث ۱۸۵۸ ، في الرجل يبول في بيته الذي هو فيه)

عن سلمان أبي شداد ، قال :كان أبو رافع مولى النبي صلى الله عليه وسلم يأمرني أن أناوله المبولة ، وهو على فراشه فيبول فيها(ايضاً ، رقم الحديث ۱۸۵۷)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155507530

اس سے معلوم ہوا کہ بوقتِ ضرورت (مثلاً کمزوری، بیماری، سردی یا دشمن کے خوف وغیرہ) کی وجہ سے اپنے رہائشی کمرے کے اندر کسی برتن یا پوٹ میں پیشاب کرنا جائز ہے۔ ۱؎

البتہ بلاضرورت پیشاب کو اسی طرح چھوڑے رکھنا مناسب نہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

لَا يُـنْقَعُ بَوْلٌ فِيْ طَسْتٍ فِي الْبَيْتِ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ بَوْلٌ يُنْقَعُ، وَلَا تَبُوْلَنَّ فِيْ مُغْتَسَلِكَ(المعجم الاوسط، للطبرانی، رقم الحدیث ۲۰۷۷) ۲؎

ترجمہ: گھر کے اندر برتن میں پیشاب ڈال کر نہ رکھا جائے، کیونکہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں پیشاب موجود ہو، اور آپ اپنے غسل خانے میں پیشاب نہ کریں (طبرانی)

اور روایات میں بھی اس طرح کے مضامین کا ذکر آیا ہے۔ ۳؎

۱؎ (وعن أميمة) : بضم الهمزة وسكون الياء تحتها نقطتان (بنت رقيقة) : أخت خديجة بنت خويلد، كذا فى جامع الأصول وفى التقريب بالتصغير فيهما، واسم أبيها عبد الله، صحابية .وذكر ابن الملك أنها عمة النبى -صلى الله عليه وسلم -من أمها .وقال المصنف :رقيقة بضم الراء وفتح القافين وسكون الياء تحتها نقطتان (قالت :كان للنبى -صلى الله عليه وسلم -قدح من عيدان) : فى الأزهار أى :من عود من العيدان لا أنه مركب من عيدان، كذا ذكره الأبهرى .وقال ميرك :وقع فى نسخ المصابيح والمشكاة بكسر العين المهملة، وفسره الشراح بأنه جمع عود وهو الخشب قال الطيبى :وإنما جمعه اعتبارا للأجزاء كبرمة أعشار اهـ .والصواب الذى عليه المحققون أنها عيدان بفتح العين المهملة .قال الشيخ مجد الدين الفيروزابادى فى كتابه القاموس :العيدان بالفتح طوال النخل واحده عيدانه بالهاء منها كان قدح يبول فيه النبى -صلى الله عليه وسلم -وكذا صححه صاحب تخريج المصابيح بالفتح أيضا والله أعلم اهـ .(تحت سريره) أى موضوع تحته، وفيه أن النوم على السرير لا ينافى الزهد، لكنه كان يكتفى عليه بأدنى فرش، ولقد ثنى له فرشه ليلة فأمر ببسطه وقال :منعنى أو كان يمنعنى لينه من القيام لوردى (يبول فيه بالليل رفقا بنفسه أن يتعبها فى القيام لذلك وتعليما لأمته، وذلك لأنهم إذا فعلوه تجنبوا به دخول الأخلية فى الليل، فإنها محل الشياطين، وضررهم بالليل أكثر منه بالنهار(مرقاة المفاتيح، ج ۱ ص ۳۸۸،باب آداب الخلاء)

۲؎ قال الطبرانی: لَا يُرْوَى عَنِ ابْنِ يَزِيدَ إِلَّا بِهَذَا الْإِسْنَادِ، تَفَرَّدَ بِهِ :يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ (المعجم الاوسط) وقال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط، وإسناده حسن(مجمع الزوائد، ج ۱ ص ۲۰۴، باب ما نهى عن التخلی فيه) و قال الالبانی:وبذلک يتبين أن السند صحيح.لما عرفت من أن من فوقه من الرواة ثقات(سلسلة الاحاديث الصحيحة،تحت رقم الحديث ۲۵۱۶)

۳؎ عن بكر بن ماعز ، عن ابن بريدة ، يحسبه عن أبيه ، قال :لا تبول فى طست فى بيت تصلى فيه ، ولا تبل فى مغتسلک(مصنف ابنِ ابی شيبة رقم الحديث ۱۸۵۵)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

جن کے پیشِ نظر محدثین نے فرمایا کہ اگرچہ بوقتِ ضرورت کمرے کے اندر کسی برتن وغیرہ میں پیشاب کرنا جائز ہے، لیکن اس کو بلاضرورت اسی طرح چھوڑے رکھنا مناسب نہیں ہے، بلکہ اس کو صبح ہونے پر کسی مناسب جگہ انڈیل دینا چاہیے۔

اور اگر رہائشی کمرے میں کوئی کھرا وغیرہ بنا ہوا ہو، تو بوقتِ ضرورت وہاں پیشاب کرنے کے بعد اس پر پانی بہا دینا کافی ہوگا، تاکہ پیشاب اور اس کی بو زائل ہو جائے۔

اور اگر کمرے کے متصل کوئی باقاعدہ بیت الخلاء بنا ہوا ہو، جس کا راستہ اندر سے ہو (جس کو آج کل اٹیچ باتھ کہا جاتا ہے) تو اس میں قضائے حاجت کرنے میں کوئی حرج نہیں، مگر قضائے حاجت کے بعد اس میں پانی بہا دینا چاہیے، اور ممکنہ حد تک کمرے کی طرف والے دروازے کو بند رکھنا چاہیے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن ابن عمر ، قال :لا تدخل الملائكة بيتا فيه بول(ايضاً ، رقم الحديث ١٨٥٦)

عن أشعث ، قال :سألت ابن سيرين عن الرجل يبول فى بيته الذى يصلى فيه ؟ فكرهه ، وسألت الحسن ، فقال :نعم ، ولا يتركه(ايضاً، رقم الحديث ١٨٥٤)

[1] (كان له قدح من عيدان) بفتح العين المهملة وسكون التحتية ودال مهملة جمع عيدانة وهى النخلة السحوق المتجردة والمراد هنا نوع من الخشب وكان يجعل (تحت سريره) أى موضوع تحت سريره قال ابن القيم :وكان يسمى الصادر قال الراغب :والسرير مأخوذ من السرور لأنه فى الغالب لأولى النعمة قال: وسرير الميت تشبيه به فى الصورة وللتفاؤل بالسرور (يبول فيه بالليل) تمامه كما عند الطبرانى بسند قال الهيثمى :رجاله رجال الصحيح فقام وطلبه فلم يجده فسأل فقالوا :شربته برة خادم أم سلمة التى قدمت معها من أرض الحبشة فقال :لقد احتظرت من النار بحظار اه .قيل وذا الخبر لا يعارضه خبر الطبرانى أيضا فى الأوسط بإسناد قال الولى العراقى :جيد لا ينقع بول فى طست فى البيت فإن الملائكة لا تدخل بيتا فيه بول لأن المراد بانقاعه طول مكثه وما فى الإناء لا يطول مكثه بل تريقه الخدم عن قرب ثم يعاد تحت السرير لما يحدث والظاهر كما قاله الولى العراقى أن هذا كان قبل اتخاذ الكنف فى البيوت فإنه لا يمكنه التباعد بالليل للمشقة أما بعد اتخاذها فكان يقضى حاجته فيها ليلا ونهارا وأخذ من تخصيص البول أنه كان لا يفعل الغائط فيه لغلظه بالنسبة للبول ولكثافته وكراهة ريحه والليل أنه كان لا يبول فيه نهارا وفيه حل اتخاذ السرير وأنه لا ينافى التواضع لمسيس الحاجة إليه سيما الحجاز لحرارته وحل القدح من خشب النخل ولا ينافيه ما مر من حديث أكرموا عمتكم النخلة لأن المراد بإكرامها سقيها وتلقيحها كما تقدم فإذا انفصل منها شىء وعمل إناء أو غيره زال عنه اسم النخلة فلم يؤمر بإكرامه وأما الجواب بأن بوله فيه ليس إهانة بل تشريفا فغير قويم لاقتضائه اختصاص الجواز به ولا كذلك وفيه حل البول فى إناء فى البيت الذى هو فيه ليلا بلا كراهة حيث لم يطل مكثه فيه كما تقرر أما نهارا فهو خلاف الأولى حيث لا عذر لأن الليل محل الأعذار بخلاف النهار وبول الرجل بقرب أهل بيته للحاجة قيل وحل الاستنجاء بغير ماء إذ لو استنجى به فى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

تا کہ رہائشی جگہ میں پیشاب کے اثرات اور بو پہنچنے سے حفاظت رہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾القدح لعاد رشاشه عليه وقطع النخل للحاجة انتهى .وهما ممنوعان أما الأول فلوضوح جواز كونه استنجى بالماء خارج القدح فى إناء آخر أو فى أرض ترابية ونحوها وأما الثانى فلا يلزم كون القدح إنما يصنع من نخل مقطوع بل المتبادر أنه من الساقط لنحو هبوب ريح أو ضعف وفيه مشروعية الصناعات ونحو ذلك مما لا يتم المعاش إلا به > فائدة < قال ابن قتيبة :كان سريره خشبات مشدودة بالليف بيعت فى زمن بنى أمية فاشتراها رجل بأربعة آلاف درهم

(د ن) فى الطهارة (ک) وصححه وكذا ابن حبان فى صحيحه كلهم من حديث ابن جريج عن حكيمة (عن) أمها (أميمة بنت رقيقة) وحكيمة وأميمة ورقيقة بضم أولهن وفتح ثانيهن وتخفيفهن ورقيقة بقافين بنت خويلد بن أسد بن عبد العزى أخت خديجة أم المؤمنين وقيل بنت أبى ضبعى بن هاشم بن عبد مناف أم مخرمة بن نوفل وأميمة بنتها نسبت هنا إلى أمها واسم أبيها عبد وقيل عبد الله بن بجار بباء موحدة مكسورة ثم جيم قرشية تميمية ويقال أمية بنت أبى النجار بنون وجيم وراء وقيل هما اثنتان قال عبد الحق عن الدارقطنى :هذا هو الحديث ملحق بالصحيح جار مجرى مصححات الشيخين وتعقبه ابن القطان بأن الدارقطنى لم يقض فيه بصحة ولا ضعف والخبر متوقف الصحة على العلم بحال الراوية فإن ثبتت ثقتها صحت روايتها وهى لم تثبت انتهى وفى اقتفاء السنن هذا الحديث لم يضعفوه وهو ضعيف ففيه حكيمة وفيها جهالة فإنه لم يرو عنها إلا ابن جريج ولم يذكرها ابن حبان فى الثقات انتهى .ونوزع بما فيه طول والتوسط ما جزم به النووى من أنه حسن(فيض القدير، رقم الحديث،٦٨٥٨،حرف الكاف)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075З0

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾ ابوجویریہ

P $ J

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط ۳۷)

حضرت یعقوب کے غم کی کیفیت

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس دوسرے صدمے کے بعد صاحبزادوں سے اس معاملہ میں گفتگو کو چھوڑ کر اپنے رب کے سامنے فریاد شروع کی اور اللہ تعالیٰ سے فریاد شروع کردی کہ مجھے یوسف کی جدائی پر سخت رنج وغم ہے اور اس رنج وغم میں روتے روتے ان کی آنکھیں سفید ہوگئیں، بینائی جاتی رہی یا بہت ضعیف ہوگئی، اور وہ اندر ہی اندر غم سے گھلتے اور گھٹتے رہے، اور زبان سے اپنا غم کسی سے بیان نہ فرماتے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ

(سورۃ یوسف، رقم الآیۃ ۸۴)

یعنی ''یعقوب نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے ہائے یوسف! اور ان کی آنکھیں غم سے بے نور ہوگئی تھیں اور وہ خود غم سے بھرے ہوئے تھے''

فَهُوَ كَظِيْمٌ یعنی پھر وہ خاموش ہوگئے کسی سے اپنا دُکھ نہ کہتے تھے کظیم کظم سے بنا ہے جس کے معنیٰ بند ہوجانے اور بھر جانے کے ہیں، مراد یہ ہے کہ غم سے ان کا دل بھر گیا اور زبان بند ہوگئی کہ کسی سے اپنا رنج وغم بیان نہ کرتے تھے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادے والد کی یہ کیفیت دیکھ کر پریشان ہوتے، اور آپ کو کہنے لگے کہ آپ تو اسی طرح ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ آپ بیمار پڑ جائیں گے، یا جان ہی دے دیں گے۔ ؎

کب تک کوئی الجھی ہوئی زلفوں کو سنوارے
کچھ اور بھی ہیں کام ہمیں اے غمِ جاناں!

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ (سورۃ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

یوسف، رقم الآیۃ ۸۵)

یعنیٰ ’’(باپ کی شدت رنج وغم کی حالت دیکھ کر) بیٹوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! آپ تو یوسف کو اس طرح مسلسل (زندگی بھر) یاد کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ آپ جاں بلب ہوجائیں گے، یا بالکل جان ہی دے دیں گے‘‘

آخر ہر صدمہ اورغم کی کوئی انتہاء ہوتی ہے، زمانہ گزرنے سے انسان اس کو بھول جاتا ہے، مگر آپ اتنا طویل عرصہ گزرنے کے بعد اس کو نہیں بھولے، اور آپ کے غم کی کیفیت پہلے دن کی طرح تازہ ہے۔ ؎

ہورہا ہے تیرا درد کیوں بیش وکم　　　راز دارِ محبت سے پوچھیں گے ہم

حضرت یعقوب کا غم کی حالت میں اللہ کی طرف رجوع

حضرت یعقوب علیہ السلام نے صاحبزادوں کی بات سن کر فرمایا کہ میں تو اپنی فریاد اور رنج وغم کا اظہار تم سے یا کسی دوسرے سے نہیں کرتا، بلکہ میں تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے اپنی فریاد کرتا ہوں، اس لئے تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، اور ساتھ ہی یہ بھی ظاہر فرمایا کہ میرا یہ رنج وصدمہ خالی نہیں جائے گا، میں اپنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ چیز جانتا ہوں جس کی تم کو خبر نہیں۔ ؎

صبحِ گلشن کیوں نہ ہو میری شامِ غم　　　غم ہی میں پاگئے آپ کو بھی تو ہم

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (سورۃ یوسف، رقم الآیۃ ۸۶)

یعنیٰ ’’حضرت یعقوب نے فرمایا کہ میں تو بس اپنی پریشانی اورغم کی فریاد اپنے اللہ کے حضور ہی کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جس کا علم تمہیں نہیں‘‘

مطلب یہ ہے کہ میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں تمہارا تجربہ، اور تمہارا نظریہ وخیال کچھ اور ہے، اور میرا کچھ اور، اس لئے تم مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو، میں اپنے رب کی رحمت سے کبھی بھی مایوس نہیں ہوں۔ ؎

سارے عالم کو خاطر میں لائے نہ ہم　　　جانے کیا پاگئے جانِ عالم سے ہم

لب ہے خندہ جگر میں تیرا درد وغم　　　تیرے عاشق کو لوگوں نے سمجھا ہے کم

(جاری ہے......)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

طب وصحت مفتی محمد رضوان

حجامہ یا سینگی لگوانا (قسط۲)

(Cupping Therapy)

معراج کی رات میں حجامہ کی تاکید

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ مَا مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ، بِمَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، إِلَّا كُلُّهُمْ يَقُوْلُ لِيْ :عَلَيْكَ، يَا مُحَمَّدُ بِالْحِجَامَةِ(ابنِ ماجه) [۱]

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی میں گزرا، تو سب نے مجھے یہ کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ پچھنے (یعنی فصد) لگوانے کا ضرور اہتمام کیجیے (ابن ماجہ)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهٖ أَنَّهٗ لَمْ يَمُرَّ عَلٰى مَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا أَمَرُوْهُ أَنْ مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ (ترمذی) [۲]

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات کے بارے میں یہ بات بیان فرمائی کہ وہ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی گزرتے تھے، تو وہ یہ کہتے تھے کہ آپ اپنی امت کو پچھنے لگوانے (یعنی فصد کھلوانے) کا حکم دیجئے (ترمذی)

اس طرح کی احادیث حضرت انس بن مالک، حضرت مالک بن صعصعہ اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہم کی سندوں سے بھی مروی ہیں۔ [۳]

---

[۱] رقم الحديث ۳۴۷۷، كتاب الطب، باب الحجامة.

[۲] رقم الحديث ۲۰۵۲، ابواب الطب، باب ماجاء في الحجامة.

قال الترمذي:وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ.

[۳] حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ قَالَ :حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ :سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ :قَالَ رَسُوْلُ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حجامہ یعنی کپنگ تھراپی (Cupping Therapy) کی بڑی اہمیت ہے، اسی لئے معراج کی رات میں بحکمِ الٰہی تمام فرشتوں کی طرف سے امتِ محمدیہ کے لئے اس کی اہمیت کا احساس دِلایا گیا۔ ۱

بعض حضرات نے فرمایا کہ حجامہ کے جسمانی فوائد کے علاوہ روحانی وایمانی فوائد بھی ہیں، مثلاً حجامہ کے ذریعہ سے جسم کی فضلات اور مضر اثرات سے صفائی ہونے کے ساتھ ساتھ روح وقلب کی بھی صفائی ہوتی ہے، اسی لئے تمام فرشتوں کی طرف سے معراج کی رات میں امت کو حجامہ کرانے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ ۲ (جاری ہے......)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِمَلَإٍ، إِلَّا قَالُوا: يَا مُحَمَّدُ، مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ" (ابنِ ماجه، رقم الحديث ۳۴۷۹،كتاب الطب، باب الحجامة)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى مَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا أَمَرُونِي بِالْحِجَامَةِ(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۲۰۸۱)

قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط والكبير، ورجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۳۱۸)

عن نافع، عن ابن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما مررت بسماء من السماوات إلا قالت الملائكة: يا محمد مر أمتك بالحجامة فإنه خير ما تداووا به الحجامة والكست والشونيز.قال أبو بكر: الكست يعني: القسط(مسند البزار، رقم الحديث ۵۹۷۰)

قال الهيثمي:رواه البزار، وفيه عطاف بن خالد، وهو ثقة، وتكلم فيه(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۳۱۶)

عَنْ أَنَسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِالْحِجَامَةِ, وَالْقُسْطِ الْبَحَرِيِّ(مسند البزار، رقم الحديث ۷۰۹۸)

قال الهيثمي:رواه البزار، والطبراني في الأوسط، ورجال البزار رجال الصحيح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۳۱۷)

۱ وقوله:(مر أمتك بالحجامة): بيان للأمر الذي اتفق عليه الملأ الأعلى، والأمر للندب، ويدل على تأكيده أمرهم جميعا، وتقريره -صلى الله عليه وسلم -ونقله عنهم، والظاهر أنه بأمر من الله لهم أيضا، هذا وقد تجب الحجامة في بعض المواضع (مرقاة، ج۷، ص۲۸۷۵، كتاب الطب والرقى)

۲ (ما مررت ليلة أسري بي بملأ) أي جماعة (من الملائكة إلا قالوا يا محمد مر أمتك بالحجامة) لأنهم من بين الأمم كلهم أهل يقين فإذا اشتغل نور اليقين في القلب ومعه حرارة الدم أضر بالقلب وبالطبع وقال التوربشتي: وجه مبالغة الملائكة في الحجامة سوى ما عرف منها من المنفعة العائدة على الأبدان أن الدم مركب من القوى النفسانية الحائلة بين العبد وبين الترقي إلى الملكوت الأعلى والوصول إلى الكشوف الروحانية وغلبته تزيد جماح النفس وصلابتها فإذا نزف الدم أورثها ذلك خضوعا وجمودا ولينا ورقة وبذلك تنقطع الأدخنة المنبعثة عن النفس الأمارة وتنحسم مادتها فتزداد البصيرة نور إلى نورها (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۷۶۷۹)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075 30

اخبارِ ادارہ

مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

r ...... جمعہ ۱۸، ۲۵/ شعبان المعظم اور ۲، ۹/ رمضانُ المبارک کو متعلقہ مساجد میں حسبِ معمول جمعہ کے وعظ ومسائل کے سلسلہ ہوئے۔

r ...... ۲۰، ۲۷/ شعبان المعظم اور ۴، ۱۱/ رمضان المبارک بروز اتوار دن دس تا بارہ بجے حضرت مدیر صاحب کی ہفتہ وار اصلاحی مجلس حسبِ معمول منعقد ہوتی رہی، اتوار ۲۷/ شعبان کی مجلس حضرت مدیر صاحب کو عذر کی وجہ سے مفتی محمد یونس صاحب نے منعقد کی۔

r ...... ۶، ۱۳، ۲۰، ۲۷/ شعبان المعظم اتوار بعد عصر شعبہ حفظ کے لئے ہفتہ وار اصلاحی مجلس (بندہ راقم الحروف کی) حسبِ معمول منعقد ہوتی رہی، رمضان المبارک میں یہ مجلس موقوف رہتی ہے۔

r ...... ۲۳، ۲۴/ شعبان المعظم (بدھ، جمعرات) شعبہ ناظرہ للبنین کی جملہ (چھ) جماعتوں کے سالانہ امتحانات ہوئے۔

r ...... جمعہ ۲۵/ شعبان المعظم، مولانا حافظ غلام بلال صاحب رفیق دارالافتاء اوران کے اہلِ خانہ کی طرف سے نئے مکان میں منتقل ہونے کی مناسبت سے اہلِ ادارہ کو عشائیہ پر مدعو کیا، جس میں حضرت مدیر صاحب اور دیگر خدّامِ ادارہ شریک ہوئے۔

r ...... ۲۶، ۲۷/ شعبان المعظم (ہفتہ، اتوار) شعبہ ناظرہ للبنات تمام جماعتوں کے سالانہ امتحانات ہوئے۔

r ...... ۲۷/ شعبان المعظم، اتوار سید مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم (ساہیوال، سرگودھا) دوپہر قریب بارہ بجے مختصر وقت کے لئے ادارہ تشریف لائے، مدیر صاحب سے مختلف مسائل وموضوعات پر گفتگو ہوئی، بعد ظہر رخصت ہو کر آپ اسلام آباد تشریف لے گئے۔

r ...... پیر ۲۸/ شعبان المعظم، ادارہ میں سالانہ امتحانات کے نتائج سنانے کی تقریب منعقد ہوئی۔

r ...... بدھ ۳۰/ شعبان المعظم، سے شعبہ بنات میں رمضان کے دوران مختصر تعلیماتِ دین کورس شروع ہوا (دن دس بجے تا بارہ بجے کے دوران) جس میں تجوید، عقائد، آخری سورتوں کا ترجمہ وتفسیر کی تعلیم دی جارہی ہے۔

r ...... ۳۰/ شعبان المعظم، کی شام ادارہ کے تحت حسبِ سابق مختلف مقامات پر تراویح میں قرآن مجید سنانے کا نظم شروع ہوا، مسجد امیر معاویہ کوہاٹی بازار میں حضرت مدیر صاحب، حسبِ معمول خود سنا رہے ہیں، تراویح کے بعد مختصر

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075530

مجلس بھی ہوتی ہے، مسجد نسیم (گل نور مارکیٹ) میں مولانا ناصر صاحب، مسجد بلال صادق آباد میں مفتی یونس صاحب کے یہاں قاری شہباز صاحب، مسجدِ غفران میں حافظ محمد ریحان (ابنِ مدیر صاحب) ادارہ کے مختلف حصوں میں حافظ محمد عفان (ابنِ مدیر صاحب) مولوی غلام بلال صاحب، قاری عبدالحلیم صاحب (مدرس شعبہ قرآن) قاری محمد طاہر صاحب (مدرس حفظ) اور راقم الحروف سنا رہے ہیں، اور علی پور فراش اسلام آباد میں مولانا طارق محمود صاحب، مولانا ابرار حسین ستی صاحب (سابق مدرس ادارہ غفران) کی مسجد میں سنا رہے ہیں۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

? 21/جون/2013ء، بمطابق ۱۱/شعبان المعظم/1434ھ: پاکستان: شفافیت، کفایت شعاری کی مہم، وفاقی حکومت نے تمام وزارتوں، ڈویژنوں، خودمختار اداروں اور کارپوریشنوں میں بھرتیوں پر پابندی لگادی ? 22/جون: پاکستان: سپریم کورٹ نے پٹرولیم مصنوعات اورسی این جی پراضافی جی ایس ٹی کالعدم قراردے دیا، اوگرانے قیمتوں میں اضافہ واپس لے لیا ? 23/جون: پاکستان: کراچی 42دن میں 377افراد کوموت کے گھاٹ اتاردیا گیا، اوسطاً روزانہ 9افراد قاتلوں کا نشانہ بنے، رپورٹ ? 24/جون: پاکستان: نانگاپربت بیس کیمپ پرحملہ، 10غیرملکیوں سمیت 11سیاح ہلاک ? 25/جون: پاکستان: مشرف نے 2بارآئین توڑا، غداری کامقدمہ چلائیں گے، نوازشریف کااعلان ? 26/جون: پاکستان: گلگت بلتستان کا بجٹ پیش، تنخواہوں میں 10فیصداضافہ ? 27/جون: پاکستان: سابق حکومت نے زرداری کے خلاف مقدمات بند کرنے کے لئے سوئس حکام کوخفیہ خط لکھا، اٹارنی جنرل کاانکشاف، توہینِ عدالت کی گئی، ذمہ داروں کونتائج بھگتناہوں گے، سپریم کورٹ ? 28/جون: پاکستان: وفاقی بجٹ منظور، 17فیصد سیلزٹیکس 13جون سے نافذ، سی این جی سٹیشنز پر اضافی 9فیصد جی ایس ٹی نافذ ? 29/جون: پاکستان: 3سال میں لوڈشیڈنگ اورسبسڈی ختم کردی جائے گی، نئی انرجی پالیسی کی اصولی منظوری ? 30/جون: پاکستان: چیف جسٹس نے ای اوبی آئی میں 40ارب روپے کے مالی سکینڈل کاازخودنوٹس لے لیا ? یکم/جولائی: پاکستان: پشاوراورکوئٹہ میں دھماکے، 46جاں بحق، 100زخمی ? 02/جولائی: مصر: اخوان المسلمون کاہیڈکوارٹرنذرآتش، 8ہلاک، فوج کاکشیدگی ختم کرنے کے لئے 48 گھنٹے کاالٹی میٹم ? 03/جولائی: پاکستان: اخراجات میں کمی، رائٹ سائزنگ شروع، کنٹریکٹ ملازمین کو توسیع نہ دینے کافیصلہ ? 04/جولائی: مصر: فوج نے منتخب حکومت کاتختہ الٹ دیا، آئین معطل، صدرمرسی اور اخوان المسلمین کی اعلیٰ قیادت گرفتار ? 05/جولائی: پاکستان: آئی ایم ایف سے 5ارب 30 کروڑڈالرقرض کامعاہدہ ? 06/جولائی: پاکستان: کاشغر، گوادرراہداری، کراچی لاہورموٹروے، پاکستان اورچین میں 8اہم معاہدے ? 07/جولائی: پاکستان: لاہور، پرانی انارکلی فوڈسٹریٹ میں دھماکہ، 4جاں بحق، 47زخمی ? 08/جولائی: مصر میں خانہ جنگی کا خطرہ، البرادعی کوعبوری وزیراعظم بنانے کا اعلان اگلے روز واپس، جھڑپیں جاری، ہلاکتیں 60ہوگئیں ? 09/جولائی: پاکستان: اسامہ کے خلاف آپریشن، حکومت پاک فوج کی ناکامی تھا، ایبٹ آبادکمیشن کی رپورٹ، کمیشن کی رپورٹ عرب ٹی وی الجزیرہ کوموصول ہوئی ? 10/جولائی: پاکستان:

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

توقیر صادق، ابوظہبی سے پاکستان منتقل،14روزہ جسمانی ریمانڈ ? 11/جولائی: پاکستان: کراچی، صدر کا چیف سیکورٹی افسر خودکش حملے میں جاں بحق ? 12/جولائی: بوسنیا، مسلمانوں کے قتلِ عام کی 18ویں برسی، مزید409 شہداء کی شناخت کے بعد تدفین ? 13/جولائی: پاکستان: چکوال، موٹروے سالٹ رینج پر بس الٹنے سے10 مسافر جاں بحق،25زخمی ? 14/جولائی: پاکستان: عدالتی حکم پر سندھ پولیس کے59افسران کی تنزلی، 12عہدوں پر برقرار ? 15/جولائی: پاکستان: کاشغر تا گوادر ریل پراجیکٹ پر کام شروع ? 16/جولائی: پاکستان: سعودی عرب میں مقیم پاکستانیوں کی بے دخلی نومبر تک مؤخر ? 17/جولائی: پاکستان: صدارتی انتخاب 6اگست کو کرانے کا اعلان، الیکشن کمیشن نے شیڈول جاری کردیا ? 18/جولائی: پاکستان: نندی پور منصوبے کی درآمدی مشینری کی کراچی بندرگاہ سے روانگی شروع ? 19/جولائی: پاکستان: ناظمین سسٹم ختم، میئر اور چیئرمین، سیاسی کونسلر غیر جماعتی بنیادوں پر منتخب ہوں گے، پنجاب میں نئے بلدیاتی نظام کی منظوری ? 20/جولائی: پاکستان: 22ارب جمع نہ کرانے پر سپریم کورٹ نے ڈی ایچ اے کے تمام بنک اکاؤنٹس منجمد کردیئے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530